اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

اکاونواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ **24**/مارچ 2022ء بروز جمعرات بمطابق **20** شعبان المعظم 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 115 (الف) کے	05
4	تحت قبل از میزانیہ۔	
5	دُعائے مغفرت۔	32

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب حمداللہ کاکڑ

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ **24** /مارچ 2022ء بروز جمعرات بمطابق **20** شعبان المعظم 1443 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 20 زیرصدارت جناب سردار بابرخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ عَتَتۡ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہَا وَرُسُلِہٖ فَحَاسَبۡنٰہَا حِسَابًاشَدِیۡدًا ۙ وَّعَذَّبۡنٰہَا

عَذَابًا نُّکۡرًا ﴿۸﴾ فَذَاقَتۡ وَبَالَ اَمۡرِہَا وَکَانَ عَاقِبَۃُ اَمۡرِہَا خُسۡرًا ﴿۹﴾ اَعَدَّ اللّٰہُ

لَہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا ﴿۱۰﴾ۙ

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الطلاق آیات نمبر ۸ تا ۱۰﴾

ترجمہ: اور کتنی بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے پھر ہم نے حساب میں پکڑا ان کو سخت حساب میں اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت۔ پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی اور آخرت کو ان کے کام میں ٹوٹا گیا۔ تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے ان کے سخت عذاب سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جن کو یقین ہے بیشک اللہ نے اُتاری ہے تم پر نصیحت۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 115 (الف) کے تحت قبل از میزانیہ پر باقی ماندہ اراکین اسمبلی کی جانب سے بحث۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: عبدالواحد صدیقی صاحب یہاں نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔آپ لوگ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ۔ابھی تک نہیں پہنچے، پہنچنے کے بعد پھر آپ کا نام لیا جائیگا۔سیّد عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب خلیل جارج بھٹو: point of public importance

جناب ڈپٹی اسپیکر: point of public importance پر بات نہیں ہوسکتی۔

سیّد عزیز اللہ آغا: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم۔امابعد۔جناب اسپیکر! مَیں اسمبلی کے فلور پر pre-budget session اِس چیز کو اپنے لئے اِنتہائی سعادت اور خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اِس وقت اسمبلی میں جو صورتحال ہم دیکھ رہے ہیں وہ بلوچستان کے حوالے سے بھی اور اسمبلی کے business کے حوالے سے خوش آئند ہے۔جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ پچھلے سال بھی اپوزیشن کا یہی مطالبہ تھا کہ بجٹ سے پہلے prebudget session کا انعقاد ہونا چاہیے تاکہ ایک تو وہ آئینی تقاضا پورا ہوسکے اور دوسری بات یہ کہ اپوزیشن اور اسمبلی کے باقی ماندہ اراکین جن کا تعلق سرکاری بینچوں سے ہے وہ

اپنی تجاویز صوبے کے وسیع تر مفاد میں اسمبلی کے فلور پر دے سکیں۔ لیکن unfortunately اُس وقت کے وزیراعلیٰ نے ، مَیں نہیں سمجھتا کہ جن وجوہات کی بنا پر اِس سیشن کو منعقد ہونے سے روکے رکھا اور بلوچستان میں اپوزیشن کے ممبران ، کسی چیز کے لئے بارہا حکومت کو متوجہ کرتے رہے۔ لیکن اِس بار حالات یکسر مختلف ہیں اور آج بلوچستان اسمبلی prebudget session کے ذریعے بجٹ پر اراکین اپنی آراء اور تجاویز دے رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے عوام گوناگوں مسائل سے دوچار ہیں۔ بلوچستان کے عوام اِنتہائی مشکلات میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں جب بھی بجٹ بنتا ہے، یہاں جب بھی ترقیاتی اسکیموں کا آغاز ہوتا ہے، یہاں جب بھی میزانیہ کے دن قریب آتے ہیں تو بلوچستان کے عوام بلوچستان کے لوگوں کو الفاظوں کے ذریعے سے ورغلایا جاتا ہے۔ بجائے اِس کے کہ ہم عوامی مشکلات کو focus کریں عوام کے حقیقی مسائل کو focus کریں، عوام کے حقیقی مسائل کو point out کریں اور اُس کے لئے بجٹ میں رقم allocate کی جائے، نہیں ، ہم الفاظ کے گورکھ دھندوں میں پھنس کر عوام کی مشکلات میں مزید اِضافے کا باعث بنتے ہیں۔ جناب اسپیکر! 22-2021ء کا جو بجٹ پیش ہوا اور کہا گیا کہ 172 ارب روپے کا بجٹ ہے لیکن جب ہم حالات کا ادراک کرتے ہیں صحیح معنوں میں ، جب ہم بجٹ کو صحیح معنوں میں study کرتے ہیں، جب ہم حقائق کے تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو 172 ارب روپے بلوچستان کے خزانے میں وہ وجود ہی نہیں رکھتے اُس کا کوئی حساب کتاب ہی نہیں ہوتا۔ تو اس لیے خدارا بلوچستان کے عوام کے ساتھ بجٹ کے نام پر کھلواڑ نہ کھیلا جائے۔ اور بلوچستان کے عوام کو بلوچستان کے حقوق لوٹائے جائیں۔ اور بجٹ کو اس انداز میں فریم ، اس انداز میں سیٹ کیا جائے کہ جس کے ذریعے سے ہم مشکلات پر قابو پا سکے۔ جناب اسپیکر! یوں تو پورا بلوچستان مسائل کا گڑھ ہے، یوں تو پورے بلوچستان میں پسماندگی کا بے روزگاری کا ، بدامنی کا دور دورا ہے۔ لیکن میں بطور خاص اپنے ضلع پشین کا تذکرہ کروں گا اور اپنے ضلع میں حلقہ پی بی 20 کا تذکرہ کروں گا کہ میرا حلقہ بنیادی ضروریات سے محروم ایک حلقہ ہے۔ میرے حلقے میں یا میرے ضلع میں بلوچستان کے بجٹ میں اتنا اُن کے ساتھ وہ ناروا سلوک روا رکھا گیا ہے جس کی مثال شاید تاریخ میں آپ کو نہ مل سکے۔ 22-2021ء کا جو بجٹ بنایا گیا حلقہ پی بی 20 جو کہ میرا حلقہ ہے جناب اسپیکر! ایجوکیشن کی مد میں میرے حلقے کے لیے ایک روپیہ بھی allocate نہیں کیا گیا۔ جب کہ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ یہاں برابری کی بنیاد پر، یہاں مساویانہ انداز میں بلوچستان کے عوام کو بجٹ میں حصہ دیا جاتا ہے۔ اب جب آپ ایک حلقے کے لیے بجٹ میں کوئی فنڈ مختص نہیں کرتا اور وہ بھی تعلیم کے شعبے میں، تعلیم جیسا اہم اور بنیادی شعبہ جس سے ہمارے پورے صوبے کی باقی

ترقیاتی عمل وابستہ ہے۔ جب آپ اُس شعبہ کو اُس ڈیپارٹمنٹ کو ignore کرینگے آپ اُس کو bypass کرینگے، آپ اُس کے لیے allocation نہیں کرینگے۔ تو پھر خدا خبر اُس حلقے میں یا اُس ضلع میں باقی شعبوں کا کیا حال ہوگا۔ میرے حلقے میں بجٹ کے حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ سرے سے کوئی infrastructure موجود نہیں۔ صحت کے شعبے کو آپ لے لیجئے، زراعت کے شعبے کو آپ لے لیجئے، یہاں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔ تو اس لیے جناب اسپیکر! بلوچستان کے بجٹ کو مرتب کرتے وقت میری گزارش اور تجویز یہ ہوگی کہ بجائے اس کے کہ ہم الفاظ کا ہیر پھیر اور اُس کا استعمال کرے۔ بلکہ اس انداز میں بجٹ سازی کی جائے کہ جس کے ذریعے سے میرے حلقے، میرے ضلع اور میرے صوبے کی تمام مشکلات کا مداوا اور حل نکل سکے۔ جناب اسپیکر! امن وامان کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو یہاں اربوں روپے ہم بجٹ law and order کے لیے مختص کرتے ہیں لیکن law and order کی situation جناب اسپیکر! آپ سے بہتر کون جانتا ہے اس وقت صوبے میں۔ forces چاہے وہ لیویز ہو، پولیس ہو، ایف سی ہو یا امن وامان برقرار رکھنے والے جتنے بھی ادارے ہیں، جتنی بھی forces ہیں اُن کا آپ مورال دیکھ لیجئے، اُن کی کارکردگی آپ دیکھ لیجئے تو میرے خیال میں ہم شاید با آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ نتیجہ کچھ بھی برآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے یہاں زراعت کا مسئلہ ہے ہمارے زمیندار در بدر پھر رہے ہیں، ہمارے زمینداروں کو بجلی کا مسئلہ درپیش ہے، ہمارے زمینداروں کے پاس فارم ٹو مارکیٹ روڈز نہیں ہیں۔ اس لیے بجٹ سازی کے وقت زمینداروں کے مسائل کے حل کے لیے فارم ٹو مارکیٹ روڈ اِن کو خصوصی طور پر توجہ دی جانی چاہیے تا کہ جو cash crops ہمارے زمیندار حاصل کرتے ہیں وہ با آسانی اپنی فصل کو اپنے cash crops کو مارکیٹ تک پہنچا سکے اور پھر مارکیٹ پہنچنے کے بعد وہ بیچارے جن کی وہ مشکلات جن کا وہ رونا رو رہے ہوتے ہیں اُس سے وہ بچ سکے۔ جناب اسپیکر! ہمارے یہاں پانی کا مسئلہ ہے صاف پانی کی ایک ایک بوند کو ہم ترس رہے ہیں۔ صاف پانی کا تصور میرے حلقے میں میرے ضلع میں اور پورے بلوچستان میں تقریباً یہ تصور اب ختم ہونے کو آ گیا ہے۔ ہمارے پاس وہ system ہی نہیں ہمارے پاس وہ mechanism ہی نہیں، ہمارے پاس وہ فنڈز ہی نہیں جن کے ذریعے سے ہم لوگوں کو پانی جیسی بنیادی ضرورت فراہم کر سکے۔ اس لیے بجٹ سازی کے دوران ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ لوگوں کے لیے ایک ایسا mechanism بنائے، ایک ایسی ترتیب بنائے جس کے ذریعے سے لوگوں کو پینے کے لیے صاف پانی مہیا ہو سکے۔ آبپاشی کا نظام آپ لے لیجئے ہمارے ہاں ڈیمز نہیں ہیں۔ اوّل تو بارشیں نہیں ہوتیں۔ اگر تھوڑی بہت بارشیں ہوتی بھی ہیں تو اُس کا پانی

ہمارے پاس صحیح وہ road map نہ ہونے کی وجہ سے صحیح وہ mechanism نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا وہ بارشوں کا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ ہمارے پڑوس میں ہندوستان ہے اُس کے پاس ہزاروں کی تعداد میں ڈیمز ہیں۔ وہ بارش کا پانی ذخیرہ کرنے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں ڈیمز وہ بنا چکا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں پری بجٹ یہ ہے جس پر میں اظہار خیال کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ ڈیمز بنانے کی ضرورت ہے جب تک آپ ڈیمز نہیں بنائینگے جب تک آپ ڈیمز پر توجہ نہیں دینگے۔ آپ کی زراعت کا جو شعبہ ہے وہ مستقل مشکلات کا شکار رہے گا۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ بجٹ سازی کے دوران بلوچستان میں بالخصوص میرے ضلع اور میرے حلقے میں ڈیمز کی تعمیر پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ ہمارے ہاں ایجوکیشن کا system اسپیکر صاحب! آپ دیکھ لیجئے ہم کتنی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس وقت بھی میرے حلقے میں تقریباً 70 اسکول بند پڑے ہیں جو اسکول کھل چکے ہیں وہاں ابھی تک درسی کتابیں نہیں ہیں۔ جبکہ ایک مہینہ ہونے کو ہے ہمارے اسکول کھل چکے ہیں تعلیمی سرگرمیاں اور activties بحال ہو چکی ہیں۔ لیکن ابھی تک ہمارے طالب علم ہمارے بچے درسی کتب سے محروم ہیں۔ چونکہ ایک system نہیں ہے ہم بجٹ میں ان چیزوں کو focus نہیں کرتے ان چیزوں کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لیے بجٹ سازی میں تعلیم کے شعبے کو خصوصی اہمیت ملنی چاہیے تعلیم کے شعبے کو خصوصی طور پر focus کرکے اُس کے لیے ایک بہت بڑی رقم allocate کی جانی چاہیے۔ تاکہ یہاں ناخواندگی کی شرح کو بلند کر سکے۔ اور پھر خواندگی کے نتیجے میں ہم بچوں کو تعلیم سے بہرہ ور کر کے معاشرے کے کارآمد اور مفید افراد بنا سکے۔ جناب اسپیکر! صحت کا شعبہ اس وقت آپ دیکھ لیجئے ہمارے حلقے میں RHCs BHUs وہاں ڈاکٹرز میڈیکل آفیسرز گائنا کالوجسٹ میرے خیال میں اگر آپ اور ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب ہیلتھ سیکرٹری صاحب اور ہیلتھ کے متعلقہ احکام اگر میرے حلقے میں آنا چاہیں تو میں اُنھیں welcome کہوں گا۔ میں اُنہیں اپنے حلقے کے ہسپتال دکھا سکتا ہوں کہ وہاں ہمارے patients ہمارے لوگ کن مشکلات سے دوچار ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ہم بجٹ بناتے ہیں تو بجٹ میں فنڈز کی allocation وہ اتنی غیر منصفانہ ہوتی ہے وہ اتنی ناقص اور defected قسم کی ہوتی ہے جس کی بنیاد پر ہم صحت کے مسائل حل کرنے میں ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اس لیے ترجیحی بنیادوں پر صحت کے شعبے کو وہ focus کیا جانا چاہیے صحت کے شعبے کو اہمیت دی جانی چاہیے اور صحت کے جتنے بھی مسائل ہیں اُن کے حل کے لیے بجٹ میں ایک بہت بڑی رقم پورے صوبے کے لیے مختص کی جانی چاہیے۔ تاکہ آج لوگ صحت کے حوالے سے جن مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں وہ اُن سے نکل سکیں۔ باقی میرے خیال میں جناب اسپیکر! آپ

کسی بھی شعبے میں جائیں آپ کسی بھی شعبے کو لے لیجئے۔ جب تک آپ بجٹ میں جب تک میزانیہ میں انصاف سے کام نہیں لیں گے جب تک آپ فنڈز کی تقسیم مساوی بنیاد پر نہیں کریں گے جب تک آپ علاقوں کے مسائل کو مساوی بنیاد پر ملحوظ خاطر رکھ کر بجٹ میں فنڈز کی تقسیم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم مسائل سے جان نہیں چھڑا سکتے مسائل سے جان چھڑانے کے لیے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ایک ایسا بجٹ ایک ایسا mechanism تیار کیا جائے جس کے ذریعے سے ہم زندگی کے جتنے بھی شعبے ہیں جتنے بھی ہمارے departments جتنی بھی ہماری وزارتیں ہیں وہ اس انداز میں کام کر سکے جو عوام کی مشکلات کا عوام کے مسائل کا عوام کے problems کا وہ مداوا کر سکے۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان معدنی وسائل سے مالا مال صوبہ ہے بلوچستان کے پاس بہت سارے معدنی وسائل موجود ہیں۔ لیکن آپ ہمارے mines کے شعبے کو لے لیجئے کرومائیٹ کو لے لیں آپ ہم کرومائیٹ کی ایک بہت بڑی مقدار پیدا کرتے ہیں۔ لیکن ہم اُس سے استفادہ نہیں کر سکتے اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج تک ہم نے ان چیزوں کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ mines کے شعبے پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو باقاعدہ وہ چائنا visit کرتے as cheif minister punjab وہ چائنا کے دورے پر جاتے وہاں چین کے احکام کے ساتھ پنجاب کے حوالے سے وہاں وہ دورہ کرتے چینی احکام سے وہ ملاقاتیں کرتے اور پنجاب کے لیے باقاعدہ loans مانگ کر پنجاب میں وہاں اُن پیسوں کے ذریعے ترقیاتی کاموں کا ایک جال بچھا لیتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے CM کو چاہیے کہ وہ بھی بیرونی ممالک ایسے روابط رکھیں بیرونی ممالک کے دوروں پر جائیں اور بلوچستان کی ترقی کے لیے بیرونی سرمایہ کاروں کو آمادہ اور قائل کریں اُن کو دعوت دی جائے تاکہ بیرونی ملک سے لوگ آئیں بلوچستان میں سرمایہ کاری کریں اور پھر اُس سرمایہ کاری کے نتیجے میں ہم بلوچستان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اپنا کچھ نہ کچھ حصہ تو ڈال سکتے ہیں۔ آپ livestock کے شعبے کو لے لیجئے ہمارے زیادہ تر لوگوں کا دارومدار livestock پر ہے ہمارے لوگ مال مویشی پالتے ہیں بہت سارے لوگوں کا روزگار کا ذریعہ یہی livestock ہے۔ لیکن چونکہ ہماری عدم توجہی اور ہماری غفلت کی وجہ سے ہم وہ چیز فراہم نہیں کر سکے وہ ماحول ہم فراہم نہیں کر سکے اُن لوگوں کو جس کے ذریعے سے وہ ہر وقت اپنے مال مویشیوں یا وہ livestock ہو اُن کی دیکھ بھال کر سکے اُن کا treatment کر سکے۔ اور پھر اُس کے نتیجے میں جو فائدہ اُن کو حاصل ہونا چاہیے تھا وہ حاصل کر سکے۔ تو جناب اسپیکر! میری تجویز یہ ہوگی کہ بجٹ سازی کے دوران تمام شعبوں کو جتنی بھی

ministries ہیں جتنے بھی شعبے ہیں اُنہوں مساوی بنیادوں پر وہ فنڈز allocate کئے جائیں۔آپ بلدیات کا شعبہ لے لیجئے ہمارے سردار بھوتانی صاحب تشریف فرما ہیں ہمارے لیے انتہائی محترم انتہائی قابل قدر ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ local bodies ایک بہت اہم وزارت ہے۔اس کا تعلق براہ راست لوگوں کے بنیادی مسائل سے ہوتا ہے۔تو اس لیے local bodies کے لیے ایسے اقدامات اور ایسے حالات پیدا کیے جانے چاہئیں جن کے ذریعے سے عام لوگوں کے مسائل حل ہوسکیں۔لوگوں کو صاف پینے کے پانی کا مسئلہ ہے۔اُن کے roads کا مسئلہ ہے۔اُن کے اسکولوں کا مسئلہ ہے۔اُن کے center's کا مسئلہ ہے۔ان سب چیزوں کو بجٹ میں اس انداز میں allocate کیا جانا چاہیے۔اس انداز میں ان چیزوں کو focus کیا جانا چاہیے کہ جس سے بلوچستان کے عوام کا عمومی طور پر میرے علاقے اور ضلع کا خصوصی طور پر وہ ازالہ ہوسکے اور پھر اُس ازالے کے نتیجے میں ہم بلوچستان کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے۔بلوچستان ہمارا صوبہ ہے۔بلوچستان ہماری مٹی ہے۔بلوچستان جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ہمارا جینا ہمارا مرنا بلوچستان کے ساتھ ہے۔پاکستان سے ہمیں محبت ہے۔پاکستان سے ہمیں دینی لگاؤ ہے۔پاکستان سے محبت، پاکستان کی حفاظت اس کو ہم اپنا ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں اس لیے خوشحال بلوچستان ترقی یافتہ بلوچستان یہ خوشحال اور پرامن پاکستان کی علامت اور بقا کا سبب ہے۔بلوچستان کے حوالے سے جو گزارشات میں نے آپ کے سامنے رکھیں ہمارے سی ایم صاحب بھی ہاؤس میں داخل ہوگئے ہیں۔تو اس لیے بلوچستان کے بجٹ کو اس انداز میں بلوچستان کے میزانیہ کو ایک ایسے انداز میں ایک ایسے خطوط پر اُس کی وہ allocation کی جانی چاہیے جس کے ذریعہ سے ہماری مشکلات ختم ہوں۔جس کے ذریعے سے بلوچستان ایک ترقی یافتہ صوبہ بن سکے۔جس کے ذریعے سے ہمارے مسائل کا خاتمہ ہوسکے جس کے ذریعہ سے ہم اپنی مشکلات پر قابو پاسکیں اتنی ہی ہماری گزارشات اور تجاویز تھیں مجھے ٹائم دینے کا بہت شکریہ thank you Mr speaker

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب آپ نے بہت اچھی بات کی بلوچستان کے حوالے سے۔ عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔کافی تگ ودو کے بعد اس سال pre budget اجلاس کا انعقاد خوش آئند بات ہے۔جس کے لیے ہم تین سال سے یہ شور کررہے تھے۔کہ خدارا میزانیہ پر جس طرح بجٹ سے پہلے pre budget session کا انعقاد ہوتا ہے، منعقد کیا جائے۔تاکہ بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہم سنجیدہ اور غور کرسکیں۔جناب اسپیکر! ظاہر ہے کہ سنجیدہ اور

زندہ قومیں اپنے بہتر مستقبل بنانے کے لئے اسمبلی فورم کو استعمال کرتی ہیں۔قوم کے بہتر مستقبل کے تمام فیصلے ایوان میں ہوا کرتے ہیں۔تب ہی تو وہ ترقی کر چکے ہیں۔لیکن ہمارے یہاں مشکل یہ ہے کہ جب بھی بجٹ پیش ہوا کرتا ہے۔یہاں تک لوگ کہہ جاتے ہیں کہ وہ خود اظہار کر جاتے ہیں کہ ہمیں اس کا کوئی پتہ نہیں کوئی ایک گھنٹہ پہلے مجھے ایک کتاب تمائی گئی ہے اور ہم نے table کیا ہے۔ظاہر ہے کہ جس ذمہ دار کو اپنی ذمہ داریوں کا علم نہ ہو اور اپنے صوبے کی ترقی کا علم نہ ہو تو وہ صوبہ کیا ترقی کر جائے گی۔چند تجاویز اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک ہمیں علم ہے قوموں کی ترقی کا انحصار تعلیم پر ہوا کرتا ہے لیکن آج کل جو زبوں حالی ہماری تعلیم کی بنی ہے شاید ہم اگر اس کو جتنا بھی خراب کرنا چاہیں اس سے خراب نہیں ہو سکے گی۔ہمارے ایجوکیشن منسٹر صاحب کو خصوصاً ہماری بیوروکریسی کے think tank کو۔یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے ہمارے اس بلوچستان میں ضرورت کی بنیاد پر نہیں بلکہ خواہش کی بنیاد پر ادارے بنائے جاتے ہیں۔جو کہ بعد میں ادارے تو بن جاتے ہیں لیکن اُن کی فعالیت صرف باتوں پر نہیں ہو سکتی۔ترقی یافتہ قوموں کی اپوزیشن دیکھ لیں وہ تقریباً پوری ایک تحصیل میں اُس کے درمیان میں ایک سکول بنایا جاتا ہے۔باقی دونوں طرف سے بچوں کے لئے buses کا بندوبست کیا جاتا ہے اور وہ ایک ہی ادارہ اُس میں نہ ٹیچر کی کمی ہوتی ہے نہ بلڈنگ کی پورا ادارہ facilitate بھی ہوتا ہے۔ہمارے یہاں آپ دیکھتے ہیں کیا آپ کے ضلع موسیٰ خیل میں جو کہ تین سو کلومیٹر دور ہے آپ ایک ہائی سکول کو دیکھیں جس اسکول میں سائنس کی لیبارٹری تک موجود نہ ہو۔آپ دور کی بات تو چھوڑیں کوئٹہ میں ایسے ادارے اب بھی موجود ہیں۔جن میں سائنس لیبارٹری کا کوئی سامان موجود نہیں نہ لیبارٹری وہاں موجود ہے ٹیچرز نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صدیقی صاحب! ایک منٹ آپ کی بات کاٹ رہا ہوں سی ایم صاحب چیف سیکرٹری اور سیکرٹری صاحبان کو ہم لوگوں نے ہدایت بھی دی تھی کہ اس session میں آپ لوگ آیا کریں مگر۔۔۔ ٹھیک ہے مہربانی۔

جناب عبدالواحد صدیقی: تو پھر ایسے ادارے ہم کیوں بناتے ہیں جن کو ہم فعال نہیں کر سکتے نہ ہمارے بچے اُس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔لہٰذا پورے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں از سر نو جائزہ لینا چاہیے۔اور اداروں کی فعالیت کی بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ! سی ایم صاحب میرے خیال سے اس پر۔۔۔

میر عبدالقدوس بزنجو قائد ایوان: اسپیکر صاحب! واقعی آپ نے اچھا ایک پوائنٹ ہو گیا۔صرف یہ pre

budget session کے لیےنہیں جب بھی یہاں اسمبلی کا اجلاس ہو یہاں سیکرٹریز کی گیلری خالی مجھےنہیں ملنی چاہیے اور اُس میں چیف سیکرٹری اور آئی جی کا ہونا لازمی ہے۔اوران کو ہمارے پوائنٹس نوٹ کرنے ہیں اور میں مبارک باد دیتا ہوں اس cabinet کو کہ انہوں نے تین چار سال بعد پہلی دفعہ pre budget session کروایا تاکہ یہی لوگ ہیں جو بلوچستان کے دور دراز علاقوں سے آئے ہیں اور اُن کو عوام نے منتخب کر کے بھیجا ہے تاکہ ہم اُن کی بات سنیں اور اُن کی باتوں کو اہمیت دیں ایک بہترین اور ایک متوازن بجٹ پیش کرے جو بلوچستان کی بہتری کے لیے ہم کام کر رہے ہیں۔اس توسط سے ایک اور بات کرتا چلوں کہ میں اس ہاؤس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ریکوڈک کے حوالے سے پہلی دفعہ یہاں بہت بہت sensitive issues آئے۔سی پیک کو لیں یا سیندک کو لیں یا پی پی ایل کو لیں سوئی کو لیں کبھی بھی کسی گورنمنٹ نے اتنا بڑا دل نہیں کیا۔میں نے کہا کہ بلوچستان کے جتنے بھی نمائندے ہیں لیڈرشپ ہیں ہم سب کو on board لیں اور اُن recommendations کو جو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہم اس سے بلوچستان کو فائدہ دے سکتے ہیں۔ہم اُن فارموں میں رکھیں بلوچستان کے لیے کام کریں۔تو میں cabinet کا اور اسمبلی کا جنہوں نے اُس دِن 9 گھنٹے ریکوڈک پر جس طرح بحث کی اس کو اسلام آباد اور باقی صوبوں میں بہت appreciate اور بہت اچھے انداز میں لیا کہ بلوچستان میں لوگوں نے جس طرح اس پہ بات کی اپنے پوائنٹس رکھے اور بلوچستان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اُن کے نمائندوں نے اس ہاؤس میں رہنے والوں نے جن کو منتخب کر کے یہاں بھیجا انہوں نے بلوچستان کی تاریخ کا سب سے بڑا share بلوچستان کے لیے اور جب ہم نے Google اور باقی history دیکھی تو آج تک کسی صوبے کو اتنا share نہیں ملا جو اس ریکوڈک میں بلوچستان گورنمنٹ کو اس ہاؤس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُن سب کے تعاون سے اللہ تعالی نے ایک بہت بڑی کامیابی بلوچستان کے لئے اور gate way ہوگا اُن باقی کمپنیوں کے لیے کے وہ آئیں اور بلوچستان میں invest کریں اور بلوچستان کی ترقی اور بلوچستان کے جتنے بھی پروجیکٹ ہیں ان میں اپنا share ڈالیں اور انہی الفاظ میں ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا تھا کہ انہوں نے جس طرح بردباری اور حوصلے سے اس سارے process کو کرنے دیا thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سی ایم صاحب۔جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: تو جناب اسپیکر! سب سے پہلے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ توجہ کا مستحق ہے جس سے اس قوم کی ترقی اور خوشحالی منسلک ہے اس کا از سرنو جائزہ لیا جائے اور تمام اداروں کو ان کی فعالیت کے لئے اب

ظاہر ہے کہ ان کے پندرہ سال ہورہے ہیں کہ یہاں کوئی appointment نہیں ہوئی ہیں۔ ہمارے اسکول side کے سالانہ تقریباً سینکڑوں کے حساب سے ٹیچرز ریٹائرڈ ہورہے ہیں پوسٹیں خالی پڑی ہیں لیکن ان کو fill کرنے کی کوشش نہیں ہوئی ہے اس لئے ہمارے بچوں کی تعلیم suffer کررہی ہے۔ ہر اسکول میں جاکے دس سے پندرہ تک کی پوسٹیں خالی ہیں میری معلومات کے مطابق صرف ضلع پشین میں اس وقت پندرہ سو کے قریب vacant پوسٹیں پڑی ہیں ان کو fill کرنا چاہیے تاکہ ہمارے ادارے فعالیت اختیار کریں۔ اسی طرح جناب والا! صحت کے شعبے کو اگر لیا جائے بلوچستان کی آبادی ایک کروڑ 23 لاکھ ہے۔ اب اس آبادی کے لئے تمام اضلاع میں DHQs کی صورت میں تحصیل کی سطح پر DHQs کی صورت میں اور RHCs کی صورت میں ادارے ہمارے بنے ہیں employees موجود ہیں لیکن آپ ان کی فعالیت دیکھیں کہ ان کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the house

جناب عبدالواحد صدیقی: اگر بلوچستان کے ان دو اداروں BMC اور سول ہسپتال کو فعال کیا جائے تو میرا نہیں خیال کہ پھر کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال کی ضرورت ہو۔ ان کو focus رکھیں ان دونوں کو آپ فعال کریں میرے خیال پھر بلوچستان کی صحت کا مسئلہ رہیگا ہی نہیں ہمارے اکثر employees آئے دن ہڑتالوں میں مشغول ہوتے ہیں لیکن ڈیوٹی پر کوئی نہیں جاتا۔ لہٰذا یہ توجہ کا مستحق ہے کہ صحت کے شعبے کی فعالیت کے لئے جو مشکلات درپیش ہیں اور جو employees کا مسئلہ ہے ان سب کو مدنظر رکھ ان کی فعالیت کا از سرنو جائزہ لیا جائے اور بجٹ میں اس کے لئے باقاعدہ حصہ مختص کیا جائے۔ تیسرا شعبہ ہمارا زراعت کا ہے بلوچستان میں تقریباً 70 فیصد عوام کا انحصار زراعت پر ہے آئے دن پانی کی سطح نیچے گر رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہورہی ہے۔ جب تک ہم اس شعبے کو فعال نہیں کرینگے اس کے مستقبل کے لئے ہم سوچیں گے نہیں میرے خیال میں پھر پورا بلوچستان migration پر مجبور ہوگا۔ اب اگر آپ دیکھ لیں سیب شاید ایک ایسا پھل ہے کہ بلوچستان کے کم علاقوں میں ہوا کرتا ہے اور ان کو پانی کی جتنی ضرورت ہے وہ ہم پورا نہیں کرواسکتے۔ زراعت کے شعبے کو چاہیے کہ وہ کم از کم زمینداروں کو کچھ اس طرح ترغیب دیں کہ وہ کم پانی والا پھل تیار کرے اب ضروری ہے کہ ہم بس لگے رہیں کہ سیب کے دھڑا دھڑ ہم درخت لگاتے رہیں اور پانی کا ہم نے بیڑا غرق کروادیا ہے۔ تو ایک ایسا وہ بنایا جائے زراعت میں کم از کم لیبارٹریز ہیں ان میں سنجیدہ لوگ ہیں اس میں کام کرنے والے لوگ ہیں ان کو چاہیے کہ زمینداروں کو سمجھائیں ان کو اس طرف بلائیں کہ وہ پانی کا کم ضائع

ہو۔تو اس کی فعالیت کے لئے سوچنا چاہیے اور بجٹ میں حصہ مختص کیا جائے۔اب اس کے متبادل میں ہے زیتوں ہے، بادام ہے، پستہ ہے اس طرح کے بہت سارے پھل ہیں، یہ ممکن ہے کہ ہم انہیں کاشت کریں اور پانی کا ضائع کم ہو۔اور اسی طرح مواصلات بلوچستان کا رقبہ پاکستان کا تقریباً آدھا حصہ ہے جتنی ضرورت اس وقت یہاں مواصلات کی شاید کسی اور کی نہ ہو جس علاقے کا راستہ بنا ہو سڑک بنی ہو کبھی بھی تو پھر ترقی آئیگی لیکن اس وقت بھی ہمارے اکثر جس حلقے سے میرا تعلق ہے یقین جانیں کہ اس ترقی یافتہ دور میں بھی اگر برف پڑ جائے تو میرے خیال میں پھر تین مہینے وہاں سے لوگ نہیں نکل سکتے اگر بارش ہو جائے سارے ندی نالوں میں لوگ رہتے ہیں راستے بھی اسی ندی نالیوں میں ہیں۔پھر ہم نے graders کا بندوبست کرنا ہوتا ہے اور dozers کا بندوبست کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگ کم از کم مارکیٹ تک پہنچ سکیں تو میرا حلقہ نہیں بلکہ اکثر حلقے اس طرح ہیں مواصلات میں کم از کم ہم خطیر رقم رکھیں تاکہ لوگوں کے لئے ہم راستے بنا سکیں ان کو یہ سہولت دے سکیں۔ان کے ساتھ ساتھ لائیوسٹاک کا جو شعبہ ہے بلوچستان کا محل وقوع اس کے لئے انتہائی suitable ہے اگر لائیوسٹاک والے عوام کو ترغیب دیں اور حکومت بلا سود قرضے عوام کو دے اور اس کی recovery کا بھی ایک فارمولہ طے کر دے ان کو ترغیب دیدیں ان کو ڈاکٹرز کی ضرورت پڑتی ہے۔وہ دیدیں تمام ضروریات ان کو پوری کروا کر دیدیں تو میرے خیال میں متبادل میں اگر زراعت ہماری خشک سالی کی وجہ سے ختم ہو جائے تباہ ہو جاتی ہے تو کم از کم متبادل صورت ہماری لائیوسٹاک کی ہے کہ ہمارے اکثر علاقے اس کے لئے موزوں بھی ہیں اور ہم اس کو پال بھی سکتے ہیں۔لیکن اس شعبے کو صرف نام کی حد تک تو رکھا ہے ان کا سٹاف بھی موجود ہے ان کے employees بھی موجود ہیں لیکن اکثر اضلاع میں جب میں ملا ہوں۔ان سے مثال کے طور پر آپ کا ضلع موسیٰ خیل اس میں اونٹ کی ایک نایاب نسل ہوتی ہے سفید رنگ کی۔جو کہ وہ باہر منتقل کیا جاتی ہے اگر اسی کو موسیٰ خیل کے لئے اس پر کام کیا جائے تو میرے خیال میں پھر اکثر اسی ایک ضلع میں کم از کم مسئلہ تو حل ہو جائے اگر لائیوسٹاک کے حوالے سے، مصنوعی افزائش نسل اس کو کہتے ہیں ان کو ترغیب دی جائے۔اب چونکہ ہمارے بلوچستان کا جو محل وقوع ہے انتہائی آسان سہل انداز میں ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار بھی فراہم کر سکتے ہیں میرے خیال میں گوادر سے لیکر ژوب موسیٰ خیل تک ایسے مواقع موجود ہیں معدنیات کے جو کہ بلوستان میں پایا جاتا ہے یا کرومائیٹ ہے یا کاپر ہے یا iron ore ہے مختلف قسم کے معدنیات یہاں موجود ہیں۔دنیا جہاں ن میں حکومت معدنیات یا mines owners کی وہ خود سرپرستی کیا کرتے ہیں. جو required مشنری ہے یا پیپوں تک وہ دیا کرتے ہیں approached roads ان کو بنائے جاتے ہیں بجلی تک ان کے ہاں

پہنچایا جاتا ہے جہاں minig ہوتی ہے لیکن جب raising شروع ہوجاتی ہے تو پھر سال دوسال تین سال معاہدے کے تحت دس پرسنٹ کی صورت میں اس کو واپس وصول کیا جاتا ہے اس سے ہمارے بہت سارے لوگ بیروزگار بھی ہوجاتے ہیں ان کی رقم لگی ہووہ واپس بھی ہوجاتی ہے تو اس حوالے سے ہماری اکنامی جو ہے وہ بڑھ جاتی ہے حالانکہ معدنیات پے ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے۔اوراسی طرح ہمارے روزگار کے مواقع ظاہر ہے کہ ہم اسی طرح پیدا کرسکتے ہیں ان کی تخلیق کرسکتے ہیں کہ ہمارے ادارے فعال ہوں ان کا کوئی output ہو یہاں دھڑا دھڑ بندے تو لگائے جاتے ہیں لیکن بعد میں نہیں دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے اس ادارے کے لئے جو ہم نے یہ بندے رکھے ہیں کیا اس کی فعالیت بھی ہے یا نہیں ہے۔آخر میں یہاں جس چیز کی ضرورت ہے اس میں زیادہ توجہ دینی چاہیے وہ ہے دیانتداری اور ایمانداری۔اس وقت ہمارے اس صوبے کی زیادہ مشکل یہ ہے کہ جو بھی ہمارے ادارے ہیں اس میں رشوت عام ہے۔یہاں تک انتہائی ادب واحترام کے ساتھ کہ جتنی بھی پوسٹیں ہیں بِک جاتی ہیں، جتنے بھی ٹینڈرز ہوتے ہیں اس پر باقاعدہ رقم رکھی جاتی ہے۔اب ظاہر ہے کہ ایک پروجیکٹ کو 10% یا 20% پھر اس کی جو سالانہ ٹیکس ہے اور sales ٹیکس ہے BRA ٹیکس ہے۔ تقریباً ایک پروجیکٹ سے 50 percent کٹ جاتی ہے۔اب 50 percent کسی پروجیکٹ سے کٹ جانے کے بعد وہ منصوبہ جس کے لیے 100 percent پیسے رکھے تھے۔وہ پھر کس طرح ہم 50 percent میں مکمل کرسکتے ہیں۔دوسرا ہے کہ، تعمیرات میں اس وقت پوزیشن یہ ہے اکثر ہمارے تمام projects تھے وہ بند پڑے ہیں یا اِن کو، سریے کے لیے 80 ہزار روپے دیئے جاتے ہیں لیکن وہاں project تک پہنچانے میں کوئی 2 کروڑ 2 لاکھ 25 ہزار روپے لگتے ہیں اب 2 لاکھ 25 ہزار روپے لگتے ہیں تو پھر ٹھیکیدار کا دماغ خراب ہے کہ اپنے جیب سے وہ ڈیڑھ لاکھ روپے رکھیں۔اِس پر کم از کم ہمارے۔تو ہماری P&D جو پہلے سے اِس کی ساری باتوں کو سمجھیں سنجیدگی سے اِس پر کوئی لائحہ عمل تیار کریں کوئی پالیسی تیار کریں تاکہ ہمارے پروجیکٹ بند نہ ہوں اس وقت میرے خیال میں آپ جاکر دیکھیں۔کہ اکثر projects ہمارے بند ہیں۔کیا وجہ ہے؟ دوسرا یہ کہ ہماری حکومت اقتدار کے ساتھی تھوڑا سنجیدگی سے کام لیں ان 3 سالوں میں ہمارے ہر سالانہ 25 سے 30 ارب روپے ہمارے lapse ہوتے ہیں تو کیا بلوچستان میں کام کرنیکی جگہ کوئی نہیں ہے کہ ہم اتنے ترقی قافتہ ہیں کہ یہاں پیسے لگانے کا ہمیں موقع نہیں ملتا تو اس پر سنجیدگی سے کم از کم ہمارے پیسے کیوں ضائع ہو رہے ہیں میرے خیال میں اگر حساب کیا جائے ان تین چار سالوں میں پتہ نہیں کتنے ارب روپیہ ہمارے ضائع ہوچکے ہیں اس پر توجہ دینی چاہیے تاکہ بروقت یہ منصوبہ بندی ہو اور اس کیساتھ

ہمارے پیسے خرچ بھی ہوں۔تو pre budget اجلاس کا معنی ہوتا ہے کہ ہم پہلے منصوبہ بندی کریں۔جیسے نیا سال شروع ہوتا ہے ہم فوری طوراُس پر عمل کریں۔تو اب میرے خیال میں اس وقت بھی ایک کوارٹر رہ گیا لیکن ہماری PSDP کے 30% بھی کام نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اذان ہے۔

(عصر کی اذان 5 بجکر 15 منٹ پر شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: صدیقی صاحب میرے خیال سے کافی ہوگیا آپ کا۔

جناب عبدالواحد صدیقی: صرف ایک ضروری بات کرنی ہے وہ یہ ہے کہ نئی حکومت کے لیے ہم نے ۔ ہماری یہ خواہش تھی کہ کم ازکم یہاں good governance ہوگی پچھلے تین سالوں میں جب بھی ہمارا اجلاس ہوا ہے کوئی یک سیشن ایسا نہیں رہا ہے کہ ہمارے گیٹ پر لوگ نہ بیٹھیں ہوں۔وہی تسلسل اب بھی جاری ہے۔تو سی ایم صاحب سے اوراس کی پوری ٹیم سے ہماری گزارش یہ ہے کہ آج بھی لوگ بیٹھیں ہیں۔پورا کوئٹہ جہاں پرایک چھوٹا سا شہر۔اگر وہ کسی چوک پر بیٹھ جاتے ہیں تو پورا کوئٹہ بند ہوجاتا ہے۔لہذا اس کا پورا نوٹس لیا جائے۔یہ عوام کو جواذیت مل رہی ہے ان کو چھٹکارا حاصل ہواوراسی طرح کے اساتذہ کے دھرنے کا کوئی دسواں روز جاری ہے بلکہ بارواں روز جاری ہے ان کے ساتھ حکومت نے اسی وقت جوان لوگوں نے ہڑتال کیا ہوا تھا commitment کی ہے ان کے ساتھ انکے کچھ مطالبات تھے ان کو مانے ہیں تو لہذا ان کا بھی جن کے ساتھ معاہدے کیے گئے ہیں ان کے ساتھ وعدے کیے گئے ہیں وہ پورے کیے جائیں اور ساتھ ساتھ اس بجٹ کی تیاری جو کہ وہ عارضی teachers تھے ان کو regular کرنے کے لیے بجٹ میں ان کے لیے رقم رکھی جائے تاکہ بعد میں ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہ ہو۔شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ صدیقی صاحب۔حاجی اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر شکریہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب سن کے دیکھ کے بڑی خوشی ہوئی کہ آج ساڑھے تین سال بعد pre budget پر یہاں بحث ہورہی ہے۔ہمارے اپوزیشن اراکین نے پچھلے ساڑھے تین سال میں بارہا اس بات کا ذکر کیا ہے کہ بجٹ یہاں اسمبلی میں پیش ہونے سے قبل pre budget سیشن کیا جائے۔اُس پر بحث مباحثہ کیا جائے جہاں خامیاں کوتائیاں ہیں اُس کو سامنے رکھا جائے اور جو مشکلات ہیں اُن کو سامنے رکھا جائے اُس کے بعد بجٹ کا سیشن بلایا جائے۔مگر بلوچستان کی بدقسمتی یہ ہے

کہ پچھلے ساڑھے تین سال سے یہ pre budget سیشن نہیں ہوسکا۔ لیکن آج الحمدللہ آج اللہ کا شکر ہے کہ آج ساتھی سارے یہاں موجود ہیں۔ اور آج pre budget کے حوالے سے بات ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب بلوچستان ایک وسیع رقبے کے لحاظ سے ایک بڑا وسیع صوبہ ہے۔ اور ہر اضلاع کے اپنے اپنے مسائل ہیں۔ ہر اضلاع میں اپنی اپنی مشکلات ہیں تو یہاں پر ہر ممبر جب بات کرتا ہے تو بالخصوص اپنے ضلع اور اپنے حلقے کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اس میں جناب اسپیکر صاحب توجہ بات کی ہے جو وزراء حضرات ہیں جن کے گاڑیوں پر جھنڈے لگے ہوئے ہیں ان کو چاہئے کہ یہ جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اس کو ذرا غور و فکر سے سنیں اور پھر ڈیپارٹمنٹس سے feedback لیں۔ کہ آیا یہ جو گفتگو ہو رہی ہے یہ جو ممبر کھڑا ہوا ہے اپنے حلقے کے اپنے ڈسٹرکٹ کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ یہ واقعی اُس میں اس کا ازالہ ہوسکتا ہے یا اس کے پھر کچھ کام ہوسکتے ہیں تو ضرورت اس بات کی ہے کہ وزراء صاحبان کو جو ہے نہ پری بجٹ میں کافی محتاط اور کافی بیدار رہنا چاہئے۔ اور جو بھی نشاندیاں ہم کریں ان کو چاہئے کہ اس کو نوٹ کریں اور اس کو لکھیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہاں pre budget سیشن میں ضلع پشین کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر صاحب بنیادی چیزیں ہیلتھ ہت، ایجوکیشن ہے اور پینے کا پانی ہے۔ اور ہماری زراعت ہے ان چار کاموں پر اگر focus ہوجائے، تو میرے خیال میں کافی حد تک مشکلات میں جو اضافہ ہے وہ کم ہوجائے گا۔ جناب اسپیکر صاحب میں سب سے پہلے یہاں پر ہیلتھ کی بات کروں گا ہمارے پشین کی آبادی ضلع کی آبادی 8 سے 9 لاکھ پر مشتمل ہے اور 8 سے 9 لاکھ پر آبادی مشتمل ہے ہمارا جو سول ہسپتال ہے وہ 7 Beded ہے 7 سے 8 بیڈز ہیں ہمارا Hospitel ہے پشین کی اور آبادی 8 سے 9 لاکھ ہے. جناب اسپیکر صاحب بہت سی حکومتیں آئی ہیں بہت سی حکومتیں گئی ہیں بہت سے لوگ ہیں کسی نے بھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا کہ یہ پشین اتنا بڑا حلقہ ہے اتنی بڑی آبادی ہے 7، 8 لاکھ آبادی ہے اور اس کا سول اسپتال صرف 7 بیڈز کا 8 بیڈز کا ہے جناب اسپیکر صاحب ہمیں یہ ہماری خوش قسمتی بولیں خوش قسمتی ہے پشین کے حوالے سے کہ وہاں پر ہمارا ریسٹ ہاؤس ہے اور تمام ہفتہ اور اتوار کو وزراء صاحبان وہاں آتے ہیں بالخصوص سیکرٹری صاحبان وہاں آتے ہیں۔ ان کو کبھی یہ زحمت نہیں ہوئی ہے کہ یار میں اس سڑک سے گزر رہا ہوں میں ہیلتھ کا سیکرٹری ہوں یا میں ہیلتھ کا وزیر ہوں تھوڑا سا میں گھوم کے دیکھ لوں کہ بھائی ہیلتھ کی کیا condition ہے لیکن نہیں یہ یہاں سے جائیں گے پشین ریسٹ ہاؤس جائیں گے کھانا enjoy کریں گے۔ گپ شپ لگائیں گے واپس جائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب ضرورت اس بات کی ہے کہ جو آج کل سول ہسپتال کوئٹہ میں جو لوڈ ہے patients کا جو کا پریشر ہے

کوئٹہ میں اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اضلاع کو جو ہے نانظر انداز کیا ہوا ہے اگر پشین جیسے ضلع میں جو کہ کوئٹہ سے 45 کلومیٹر دور ہے اُس جیسے ضلع میں جس کی آبادی سات آٹھ لاکھ کی ہے اُس کے جب 3 بیڈز یا 7 بیڈز کا Hospital ہوگا تو باقی اضلاع کا تو اللہ حافظ ہے تو جناب اسپیکر صاحب اس پر CM بھی آئے تھے visit کیا تھا ہم نے باقاعدہ ان کے نوٹس میں یہ بات جن کا باقاعدہ اعلان کیا تھا کہ پشین کو 50 beded Hospital دے رہے ہیں امراس بات کی ہے کہ اس کو عملی جامہ کیسے پہنایا جائے میری ہیلتھ منسٹر سے یہ گزارش ہے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے گزارش ہے کہ اس پر جلد سے جلد کام شروع کیا جائے اوراس کے علاوہ جتنے بھی بی ایچ ایوز جتنے بھی آر ایچ سیز ہیں یا جو وہاں پر جوڈی ایچ اوصاحب بیٹھتے ہیں یا پی پی ایچ آئی بیٹھتے ہیں جناب اسپیکر صاحب سب سے پہلے ہمارے وہاں غیر حاضر جو وہاں پر ڈاکٹرز ہیں جو غیر حاضر ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جائے اُن کے خلاف یہاں کوئی نہیں بولتا تنخواہیں لاکھوں روپے ہم تنخواہیں اُن کو دے رہے ہیں حکومت بڑی بڑی مراعات دے رہی ہے لیکن وہاں پر غیر حاضر ہیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب کہ اپنے بی ایچ یوز کو ڈیپارٹمنٹ کو چاہئے کہ بی ایچ یوز کو بحال کریں تاکہ پریشر کم سے کم ہو تو جناب اسپیکر میں اپنے ہیلتھ کے حوالے سے یہ میں نے بات کر لی ایجوکیشن کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب ہمارے بالخصوص میرے حلقے میں 30 سے 40 اسکول بند پڑے ہوئے ہیں اور تقریباً 30 سے 35 سٹاف غیر حاضر ہے۔ جس کو ہم گھوسٹ ملازمین کہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب اس پر ہم نے باراہا ڈیپارٹمنٹ کو بتایا ہے بارہا ہم نے میٹنگ کی ہے کہ یہ جو ملازمین ہیں جو غیر حاضر ہیں جو اسکول میں نہیں موجود ہیں جو اسکول بند پڑے ہیں اس کا نوٹس لیا جائے اور جناب اسپیکر صاحب اس کے علاوہ بہت بڑی ایک تعداد ہے خالی آسامیوں کی جس کو پُر کرنے کی ضرورت ہے جس کو ہم نے باراہا حکومت کے سامنے رکھا ہے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے رکھا ہے کہ آپ یہ خالی آسامیاں پُر کریں تاکہ اسکول کھولیں ایجوکیشن بہتر ہو لوگ تعلیم حاصل کریں بچے تعلیم حاصل کریں۔ ابھی پشین میں جناب اسپیکر صاحب پرائیویٹ اسکول کا ایک ہجوم ہے ہر گلی میں پرائیویٹ اسکول ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ سرکاری اسکول آپ کے بند پڑے ہوئے ہیں اساتذہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کوئی آنے کو تیار نہیں ہے ایک مہینہ ہوگیا اسکول کھولے ہوئے ہیں ٹیکسٹ بک available نہیں ہیں تو کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ اس طرح کیوں ہورہا ہے جناب اسپیکر صاحب وجہ یہ ہے کہ بند کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کرنے سے بہتر ہے کہ سیکرٹری صاحبان کو ڈائریکٹر صاحبان کو on-board جانا چاہئے اُن کو دیکھنا چاہئے کہ کونسا اسکول بند ہے کونسا اسکول کھلا ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب ہمارے پشین میں میرے حلقے میں

ایک بہت بڑا مسئلہ ہے پچھلے 5 سال سے ہمارے incompleted buildings کھڑی ہیں جس کا70 سے 80 فیصد کام ہو چکا ہے میں نے باقاعدہ in written previous گورنمنٹ کو دیا اس میں بھی آواز اُٹھائی ہے CMIT کو لکھا سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب جب وزیر بنے اُنہوں نے اس فلور پر کھڑے ہو کر بولا کہ جلد سے جلد کام شروع کیا جائے گا۔ 2 مہینے گزرنے کے بعد سردار صاحب نے ہم سے کوئی حال حوال نہیں کیا۔ ہم نے remainder بھی دیا کہ incompleted سکول ہیں 80 فیصد complete ہیں 20incomplete ہیں لیکن اسمبلی میں آواز اُٹھانے کے باوجود بھی اس بات کو نوٹس نہیں کیا گیا تو لہذا اس فلور کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے سیکرٹری صاحب کو پابند کریں اور اس اسکول کو جو incompleted ہیں مہربانی فرما کے ان کو complete کرائیں تاکہ بچے وہاں جائیں اور وہاں تعلیم حاصل کریں۔ جناب اسپیکر صاحب ہمارا جس ضلع سے تعلق ہے اُس کی وابستگی زراعت سے ہے ۔اس بجٹ میں میری CM سے requst ہے کہ زراعت کے حوالے سے ایک بہت بڑے پیکیج کا اعلان کیا جائے یہاں پر تو آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب جب گرمی آتی ہے تو بجلی غائب ہوتی ہے جب سردی آتی ہے تو گیس غائب ہوتی ہے اب گرمیوں میں پھر یہاں پر شور شرابہ ہوگا 2 مہینے کے بعد بجلی نہیں ہے ایک گھنٹہ ہے دو گھنٹے ہے بالخصوص پچھلے سال بھی زمیندار حضرات آئے تو انھوں نے روڈ بلاک کئے اُنہوں نے احتجاج کیا پھر زمرک صاحب کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دی گئی کہ بھائی زمینداروں کو سُنا جائے گا ان کے بجلی وغیرہ کے مسائل حل کئے جائیں گے جناب اسپیکر صاحب ٹریکٹرز اسکیم ہو گیا زراعت کے حوالے سے میں یہ CM سے requst ہے میری کہ زراعت کو ذرا ترجیح دی جائے اور بالخصوص سولر سسٹم دیا جائے ان لوگوں کو۔ زمیندار کو سولر سسٹم دیا جائے آسان قسط پر دیا جائے بلا معاوضہ دیا جائے کوئی اُس پر آپ interest نہ لیں کوئی profite نہ لیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ free of cost دینا چاہئے جو لوگ زمینداری سے وابستہ ہیں جو لوگ کھیتی باڑی سے وابستہ ہیں اُن کیلئے سولر کا ایک سسٹم ہونا چاہئے سولر پینل کا تاکہ بجلی کا معاملہ ختم ہو جائے اور ان کا جو روزگار ہے وہ روزگار ان کو مل سکے ان کے بچوں کو حق حلال کی روزی مل سکے تو زمینداروں کو ٹریکٹر سکیم ہو گیا بیچ دینا آپ پنجاب میں جائیں جناب اسپیکر صاحب وہاں کے کسانوں کیلئے باقاعدہ پیکیج اعلان ہوتا ہے اُن کیلئے سیڈز، اُن کیلئے درخت اُن کیلئے کھاد اُن کیلئے ٹریکٹر اُن کیلئے نہری نظام ایک بہت بڑا پیکیج دیا جاتا ہے ۔ یہاں تو ہم پریشان ہیں پچھلی گورنمنٹ نے 80,90 کروڑ روپے کا ایک سٹیڈیم رکھ دیا۔ کہ ہر ضلع میں 90,90 کروڑ روپے کا سٹیڈیم بنے گا ہمارے پاس پینے کیلئے پانی نہیں ہے ہمارے پاس پڑھنے کیلئے کتاب

نہیں ہیں ہمارے پاس لکھنے کیلئے قلم نہیں ہے ہمارے پاس سر درد کیلئے ڈسپرین کی گولی نہیں ہے تو ہم نے 90 کروڑ روپے کی سٹیڈیم کا کیا کرنا ہے جو بنیادی چیزیں ہیں جناب اسپیکر صاحب اُن کو اس pre budget میں مقصد ہے کہ اُس کو فوکس کیا جائے میری یہ requst ہے وزیر زراعت سے اور سی ایم صاحب سے کہ کسانوں کیلئے ایک بہت بڑے پیکیج کا اعلان کیا جائے زمینداروں کیلئے پیکیج کا اعلان کیا جائے جس میں سولر سسٹم کا لازمی لکھا دو۔ جناب اسپیکر صاحب! دوسرا بجلی کے حوالے سے ہمیں چھوٹے چھوٹے فیڈرز کی ہمیں ضرورت ہے ہر ڈسٹرکٹ میں بجلی ٹرپ ہونا آنا جانا کیا مسئلہ ہوتا ہے ٹرپ ہوگیا اوورلوڈ ہوگیا ایک فیڈر پر جو خرچہ آتا ہے وہ 50 پچاس لاکھ سے ایک کروڑ کے درمیان ہوتا ہے کیا حکومت اتنی بے بس ہے کہ وہ ہر اضلاع میں پندرہ پندرہ بیس بیس فیڈر نہیں بنا سکتی۔ فیڈر بنائیں گے ٹرپیں ختم ہونگی مشکلات ختم ہونگی جناب اسپیکر صاحب! لوگوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کے یہ جو لائن چینج کرتے ہیں یہ خود لوکل لوگ کرتے ہیں یہ واپڈا والے نہیں کرتے ہیں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ فیڈر اوورلوڈ ہے 2 فیز میں بجلی دی جاتی ہے ان لوگوں کو تو لہذا اس بجلی کے حوالے سے بھی فوکس دی جائے اور جناب اسپیکر صاحب بالخصوص پشین میں ایک سیب کا سیزن ہوتا ہے اُس کیلئے کولڈ سٹوریج کی ضرورت ہے اگر آپ نے کسی ڈسٹرکٹ کو کسی ضلع کو روزگار دینا ہے تو آپ کولڈ سٹوریج کا انعقاد کریں اُس میں ایک جوانوں کو روزگار بھی ملے گا بجائے یہ کہ یہاں سے ٹرک لوڈ ہو اور وہ اسلام آباد میں خالی ہو اسلام آباد کے کولڈ سٹوریج میں پڑا ہو تو یہاں پشین میں پڑا ہو۔ قلعہ عبداللہ میں پڑا ہو۔ قلات میں پڑا ہو یہ سب زمینداری سے وابستہ ہے۔ تو کولڈ سٹوریج کا انعقاد کیا جائے اور سی ایم صاحب سے میری requst ہے کہ اس بجٹ میں زراعت کے حوالے سے کولڈ سٹوریج کے حوالے سے ترجیح دی جائے۔ دوسرا جناب اسپیکر صاحب پانی تو یہاں ہے نہیں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن اُس کی وجہ کیا ہے ڈیمز ہیں۔ میں آپ سے ایک تاریخی ڈیمز کا بات کرنا چاہوں گا کہ بند خوشدل خان ڈیم ہے جناب اسپیکر صاحب اُس ڈیم میں پانی آدھا ضائع ہوتا ہے آدھا پانی آتا ہے اُس کا واٹر چینل اس ترتیب سے بنا ہوا ہے کہ وہ ذرا پانی afford نہیں کر سکتا اگر وہاں سے پانی آتا ہے 18 سو کیوسک فیڈ تو یہاں سے 6 سو کیوسک فیڈ پانی نکل رہا ہے جو درمیان کا پانی ہے اس سے لیکج شروع ہو جاتی ہے اور دیہاتوں میں پانی جاتا ہے۔ یہ پچھلے ساڑھے تین سال سے ہر سال میں نے جناب اسپیکر صاحب! ذمہ وار شخص ہوں۔ sorry بات کر رہا ہوں میں نے باقاعدہ پی سی ون بنا کے دیئے جام صاحب کی گورنمنٹ اُن کو دیئے کہ بھائی خدارا یہ اجتماعی کام ہے یہ کریں آپ، آپ 90 کروڑ روپے ایک ارب روپے کا اسٹڈیم بنا رہے ہیں اُس کو چھوڑیں ہمیں پانی کی ضرورت ہے ہمیں ڈیم بنا کے دیں اتنی بھی

کاسٹ نہیں ہے 15 سے 20,25 کروڑ روپے کی کاسٹ ہے آپ ہمیں یہ دے دیں ہمیں سٹیڈیم نہیں چاہئے عمران خان کو خوش کرنا ہے کوئی اور کام کر کے خوش کرلیں لیکن ہمیں بنیادی چیزیں ہمارے لئے پانی ہمارا روزگار ہمارا لئے صحت ہمارا لئے ایجوکیشن یہ چیزیں ہمارے لئے ضرورت ہیں لیکن وہ ابھی تک نہ بن سکا ابھی بھی گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے بالخصوص سی ایم صاحب نے وہاں visit کیا ہے باقاعدہ دیکھا ہے اس پر اُنہوں نے interest لیا ہے میں اُن کو یہاں فلور پر اُس کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے باقاعدہ ایک ایک پوائنٹ کو نوٹ کیا اور جتنے بھی یہ جو ترجیحات والے کام ہیں اجتماعی کام اُن پر اُنہوں نے دلچسپی لی۔ جناب اسپیکر صاحب! اس ڈیم کے حوالے سے بالخصوص پشین کے کچھ ڈیمز ہیں ان کو ترجی دینی چاہئے اور جناب اسپیکر صاحب آخری بات میں کرنا چاہتا ہوں ہر سال ہمارا اربوں روپے کا بجٹ lapse ہوتا ہے کیا ہم میں اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ ہم یہ پیسہ خرچ کریں یا ہم خرچ کرنا نہیں چاہتے کیا ہمارے روزگار پورے ہو گئے ہمارے نوجوان روزگار پر ہیں سب کو اچھی تنخواہیں مل رہی ہے ایجوکیشن سسٹم ٹھیک ہے ہیلتھ سسٹم ٹھیک ہے انفرا سٹرکچر ٹھیک ہے ڈیمز ٹھیک ہیں روڈز ٹھیک ہیں اگر یہ سب چیزیں ٹھیک ہیں بلوچستان میں تو پھر laps ہونا بنتا ہے جائز اگر ان سب چیزوں میں ایک چیز بھی proper نہیں ہے سٹیم لائن نہیں ہے پھر میرے خیال سے یہ زیادتی ہوگی یہ گورنمنٹ کی ذمہ واری ہے کہ پیسہ laps ہونے سے بچائے اس پیسے کو خرچ کریں یہ بلوچستان کا پیسہ ہے یہ بلوچستان کے بچے بچے کا پیسہ ہے جناب اسپیکر صاحب یہ اس کو خرچ کرنا چاہئے میری یہ موجودہ حکومت سے یہ گزارش ہے بالخصوص قدوس صاحب سے یہ اس دفعہ لیپس کا یہ چکر نہیں ہونا چاہئے لوگوں پر پیسہ خرچ کریں کسی بھی ڈسٹرکٹ میں آپ کریں لیکن کریں تو اس سے pre budget کے حوالے سے میں جناب اسپیکر صاحب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے ساڑھے تین سال بعد با آخر روڈز کی pre budget پچھلی بار بجٹ پیش ہوا تھا وہ پورے مناظر آپ نے دیکھے ہوں گے تو ہماری یہ کوشش ہے کہ وہ منظر نہ آئیں اور جو بجٹ پیش ہو ہر حلقے کا دیکھیں جناب اسپیکر صاحب کسی ڈسٹرکٹ میں ڈیمز کی ضرورت ہے کسی میں mines and minerals کا کام ہو رہا ہے اُن پر ترجیح دی جائے کسی میں گیس دریافت ہو رہی ہے کہیں ماہی گیر بیٹھے ہوئے ہیں یہ بہت بڑا صوبہ ہے ہر ڈسٹرکٹ کی اپنی اپنی پریشانی ہے تو لہذا ان تین پوائنٹ کو نوٹ کیا جائے اور بالخصوص جو عوام جس سے مستفید ہوں اُس پر کام کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔ جی میر یونس عزیز زہری صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر مواصلات وتعمیرات): جناب اسپیکر صاحب! آپ اجازت دیدیں، تو میں جواب دیدوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہ ابھی آپ کو اجازت نہیں ہے، بعد میں جواب دیدو۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: نہیں اس نے point raise کیا ہے۔نہیں نہیں میں ان کی تھوڑی رہنمائی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ پھر اس پر پوری بات کر لینا۔ابھی نمبر جو ہے یونس عزیز زہری صاحب کا ہے۔اس پوائینٹ پر آپ جواب دیدیں، زہری صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں، کھیتران صاحب جواب دیدیتے ہیں پھر آپ۔۔

میر یونس عزیز زہری: سر! pre bedget پر بات کرلیں،سوال جواب کا موقع نہیں ہے اگر ایجنڈے پر ہم لوگ چلیں تو میرے خیال میں سب سے زیادہ بہتر ہوگا۔سردار صاحب اپنی باری پر بات کرلیں زیادہ بہتر ہوگا۔

صوبائی وزیر مواصلات وتعمیرات: نہیں انہوں نے آپ کے ہی ساتھی نے دو point raise کیے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں اگر لینا چاہیے تو ٹھیک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ بات کرلیں کوئی ایشو نہیں ہے۔دو منٹ تشریف رکھیں۔جی کھیتران جلدی مختصر جواب دیدیں اس کے بعد۔

وزیر مواسلات وتعمیرات: جناب عرض یہ ہے کہ اصغر نے ایک اسکول کی شاہد نشاندہی کی کہ 9 سکول، تو ایسا ہے کہ آپ مہربانی کر کے میرے دفتر تشریف لے آئیں۔جو اسکول بھی ان کا فنڈز ہے جو بھی سلسلہ ہے، کیونکہ میں ایک مہینہ، سوا مہینہ چھٹی پر تھا تو آپ کو میں خوش آمدید کہتا ہوں ہمارے آفس میں آجائیں اور تشریف لے آئیں، انشاءاللہ وقت سے پہلے ہم وہ سلسلہ آپ کا کرا دیں گے۔دوسرا آپ نے یہاں کے کوئٹہ کے ٹریفک کی رش کی بات کی ہے۔تو جناب اسپیکر صاحب تو اس میں عرض ہے کہ یہ اس گورنمنٹ کو کریڈیٹ جاتا ہے کہ ہم نے فیڈرل سے یہ کرا کے کوئٹہ میں جو بہت اشد ضرورت تھی، فلائی اوورز کی تو الحمداللہ میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس کے ٹینڈر بھی ہو گئے اور بہت جلد وہ فیڈرل کی جو کمیٹی ہے اس میں جا کے ہم اگلی کیبنٹ میں اس کو لا رہے ہیں اس کی approval دے رہے ہیں۔اور بہت جلد ان پر کام شروع ہو جائیگا میرا خیال ہے کہ اس سے ٹریفک کے نظام میں بہت بہتری آئیگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔جی زہری صاحب۔

میر محمد یونس زہری: شکریہ جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے اسپیکر صاحب کا اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پری بجٹ پر، ایک چیز جناب اسپیکر میں محسوس کر رہا ہوں سی ایم صاحب میرے خیال میں اپنے وزراء کو ٹائم وہاں نہیں دیتے جو جام صاحب کے دور میں تھا، وزراء سارے کام اپنے یہاں پر کروا رہے ہیں کسی کا توجہ نہیں ہے کہ کون کیا بات کر رہا ہے۔ ابھی جتنی باتیں اصغر نے کی یا دوسرے دوستوں نے کی، میرے خیال میں وزراء کے کانوں سے بھی نہیں گزر گئے۔ تو مہربانی کر کے اگر ہم یہاں بیٹھتے ہیں، سی ایم صاحب سے گزارش یہ ہے مہربانی کرے اپنے چیمبر میں بلالیں اگر وہاں پر ان کو تو اگر اس طرح کا وہ ہوگا تو میرے خیال میں پری بجٹ کا ---

جناب قائد ایوان: مہربانی کر کے آپ اپنے ممبروں کو کہیں سی ایم کو disturb نہ کریں۔ میں ادھر آپ کو سننے کیلئے آیا ہوں۔

میر محمد یونس عزیز زہری: سر! اگر آپ اصغر ترین صاحب کے باتوں میں سے دس بتادے میں مان جاونگا کہ آپ نے سارے وہ کر لئے۔ بہر حال بہتر یہ ہے کہ سی ایس صاحب بھی ابھی آئے تو پھر ہم سی ایس صاحب کو بھی وہ کہہ دیں گے اور مہربانی کر کے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ Chair کو address کریں۔ زہری صاحب بات کریں۔

میر محمد یونس عزیز زہری: چیئر کو تو بالکل ہم کہیں گے لیکن یہ کے کچھ کہنے کا فائدہ ہو، آپ بالکل ہمارے لئے قابل احترام ہیں، سی ایس صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر ہر ضلع کا جیسے اصغر صاحب نے کہا کہ ہر ضلع کی اپنی ضروریات ہیں۔ اس کی ضروریات کے مطابق ان کو بات کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اور جس طرح یہاں پر شور شرابے میں بات ہو رہی ہے میرے خیال میں بات کرنے کا فائدہ بھی شاہد کوئی نہیں ہے۔ میرے خیال میں کوئی بات کرے یا نہ کرے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وزراء کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ تعلیم کا وزیر صاحب بیٹھا ہوا تھا اٹھ کے چلا گیا، ہمارا جو پرانا تعلیم کا وزیر تھا اس کے دعوے سن کے آج تک ان میں سے ایک بھی پورا نہیں ہو گیا۔ ہم ایجوکیشن پر کیا بات کریں۔ بالفرض ایجوکیشن پر آج خضدار میں سی ایس بیٹھا ہوا ہے میں اس کو آپ کے توسط سے سی ایم سے کہوں گا کہ خضدار میں میرے خیال 160 یا 166 اسکولز وہ بند پڑی ہوئے ہیں۔ یہ ہماری تین ساڑھے تین سال کی کارکردگی ہے اس گورنمنٹ کی جس کیلئے ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ نے اور سابقہ کابینہ نے اور سابقہ ہمارے جو وزیر تعلیم تھے جو آج موجود نہیں ہیں اگر ہوتے تو میں ان کو بھی یاد دلا دیتا، یہ پرانی ہماری کارکردگی ہے۔ اس کے بعد میں مختصراً بات کروں گا۔ کہ کتابوں کا سب سے زیادہ

ذکر کر دیا وہ پورے بلوچستان میں اسکولز شروع ہوگئے کتابوں کا کوئی حال احوال نہیں ہے کہ کیا پڑھائیں۔صحت کے بارے میں اگر ہم آتے ہیں خضدار کی آبادی نو سے دس لاکھ کے قریب ہے اور جو بجٹ آپ کے شیرانی ڈسٹرکٹ کو ملتا ہے جن کی آبادی ایک سے ڈیڑھ لاکھ ہے اور وہی بجٹ نو سے دس لاکھ کی آبادی خضدار کو بھی بجٹ دیا جاتا ہے۔تو جناب اسپیکر یہ بڑا فقدان ہے بیٹھنے کا،کوئی توجہ نہیں دیتا ہے کہ ہم پتہ نہیں کیا کریں آج تو ہم اس لئے یہاں پر آئے ہیں اور بیٹھے ہیں سیکرٹری صاحباں بیٹھے ہوئے ہیں منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں کہ جی ہم ان میں سے کچھ نوٹ کر دیں جو اچھی باتیں ہیں اور اس کو ہم بجٹ کا حصہ بنا دیں۔تو صحت کے بارے میں شاہ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور جناب اسپیکر صاحب آپ کی توسط سے میں یہ کہوں گا کہ خدارا خضدار پر توجہ دیں۔کوئٹہ کے بعد جو سب سے بڑا اسپتال ہے وہ خضدار کا ہے۔ جہاں ڈیلی کے حساب پانچ سے اٹھ آپریشن ہو رہے ہیں۔اور وہ خرچہ کون دے رہا ہے لوگ اپنی جیب سے پورا کر رہے ہیں۔وہاں اگر جائیں کوئی پٹی کیلئے کوئی انستیزیا کے لئے بھی کوئی چیز نہیں ہوتا ہے تو لوگ اپنی جیب سے پورا کرتے ہیں۔جہاں پانچ سے آٹھ اپریشن ہوتے ہیں میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اس پر توجہ دیں وہاں پوچھیں کہ وہاں daily کے حساب سے آپریشن ہو رہے ہیں۔اگر نہیں ہیں تو مَیں پورا ریکارڈ خضدار کا وہ لے کر آجاؤں۔کہ اس سال اتنے آپریشن ہوئے ہیں مَیں سی ایم صاحب کو کاپی دونگا اور مَیں سی اے صاحب کو ایک کاپی دے دونگا اور مَیں منسٹر ہیلتھ کو ایک کاپی دے دونگا۔اس سال خضدار میں جتنے آپریشن ہوئے ہیں اور وہاں سے گورنمنٹ کی طرف سے کیا ملا ہے اور اپریشن کتنے ہوئے ہیں۔تو ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔تعلیم کا مَیں نے بتایا ہے کہ 166 کے قریب سکولز بند ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جھالاوان میڈیکل کالج جناب اسپیکر! توجہ چاہیے جھالاوان میڈیکل کے نام سے جو ہمارا میڈیکل کالج چل رہا ہے اُس کے لئے پانچ سو ایکڑ زمین بلوچستان گورنمنٹ نے مختص کر دی ہے وہاں پر بونڈری وال کا کام شروع ہوگیا اور اب بھی آپ چیک کریں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔مَیں اس فلور پر کئی دفعہ کہہ چکا ہوں مجھے یقین ہے اب اس پر توجہ ہوگی کہ ڈیڑھ ارب کے قریب اس پر پیمنٹ ہوگئی۔ ااور آج تک بونڈری وال کا آدھا حصہ بھی نہیں بنا۔ پیسے کدھر گئے کس کے جیب میں گئے،کہاں گئے یہ فقدان ہے اور جو پی ڈی بیٹھایا گیا ہے وہاں پر کوئی تین سال تک وہاں کوئی پی ڈی بھی نہیں تھا کہ بھائی اس پروجیکٹ کیلئے ابھی بھی ڈیڑھ ارب اس پروجیکٹ کے لئے پڑے ہوئے ہیں پی ایس ڈی پی میں خداراء اس کو خرچ کرنے کیلئے کوئی بندہ ہے یہ کون خرچ کرے اس کو کہاں سے شروع کریں۔اتنا مطلب فقدان ہے ہمارے درمیان کہ ہم ایسی چیزوں پر توجہ ہی نہیں دیتے ہیں پیسے پڑے ہوئے ہیں پی ڈی ایک 17 گریڈ کا ایک بندے

کور کھا گیا ہے جو پی ڈی ہے وہ اپنی مرضی سے 17 گریڈ کا بندہ اتنے بڑے پروجیکٹ کو کیسے چلا جائیگا۔اور کام جو ہے کوئی بھی یہاں سے ٹیم روانہ کردیں وہ وہاں پر انسپکشن کر کے اس کو دیکھ لیں کہ جھالاوان میڈیکل کالج بحال بھی ہے اسمیں ایڈوانس کتنے پیسے دے دیئے اور کتنے پیسے ان کے جیبوں میں گئے۔میں اس پر تمام اور سی ایم صاحب کو بھی یہی کہوں گا اور اپنے منسٹر ہیلتھ صاحب کو اور سی اے صاحب کو کہ اس پر توجہ دے دیں تا کہ ہمارے مستقبل کی چیزیں ایسے برباد نہ ہوں۔ایجوکیشن میں ہمارے پاس نواب ثناء اللہ صاحب کے دور میں جب وہ ڈاکٹر مالک صاحب وزیرعلیٰ تھے میں شکریہ ادا کرتا ہوں اُن کا اس فلور پر سردار ثناء اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے شہید سکندر یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی کے لئے پیسے رکھے اور آج وہ بالکل مکمل ہوگئی ہے لیکن آج تک اس کے بارے میں یہاں پر اسمبلی میں اُس کے law and order اُسکو نہیں لا رہے ہیں کہ بھائی اس یونیورسٹی کو شروع کریں اس پر توجہ دے دیں وہ بھی بالکل نہیں ہو رہا ہے ہمارے سابقہ وزیر صاحب پتہ نہیں کہاں چلا گئے پرانے تعلیم والا وزیر وہ نظر نہیں آ رہے ہیں۔ زراعت، زراعت پر اگر ہم آ جائیں ہم کہتے ہیں کہ جی ہماری ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت زراعت رکھتی ہے ہم نے ساڑھے تین سال میں اپنے ریڑھ کی ہڈی کو جسطرح برباد کیا ہے میرے خیال میں کسی اور صوبے میں اسطرح نہیں ہوا ہے آج تک مجھے بتادیں زراعت والے۔ مجھے بتادیں کہ کوئی ریسرچ انہوں نے کی ہے کوئی انہوں نے ایسے پروجیکٹ شروع کیے جس سے بلوچستان کو فائدہ ہوا ہے کوئی پانی کا اسطرح کا کوئی پروجکیٹ انہوں نے بنایا ہے جس سے ایگریکلچر کو کوئی فائدہ ہوا ہے یا کوئی ایسی ریسرچ یا کوئی ایسی انسٹی ٹیوٹ انہوں نے بنائی ہے جس سے زراعت سے لوگوں کو فائدہ ہو تو میں اس چیز کے لئے تیار ہوں کہ وہ آ کے دیکھ لیں کہ زراعت اسطرح تو نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے ابھی محترم اسد صاحب کو زراعت کا محکمہ ملا ہے ان سے وقتاً فوقتاً ہماری بات ہوجاتی ہے ابھی اگر کچھ پیسے پڑے ہوئے ہیں تو وہ پیسے ریلیز کرلیں تا کہ کچھ ہم نے جو سنا تھا کہ وفاق نے دو ارب روپے دیئے ہیں ان کو بھی لیپس کرنے کے چکر میں مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کو لیپس کرنے میں کیا ملتا ہے وہ چیز آج تک ہمیں سمجھ نہیں آئی ہے۔ان پیسوں کو خرچ کردیں بلوچستان پر ان پیسوں سے کھاد دے دیں لوگوں کو ان پیسوں پر ریسرچ کردیں ان پیسوں پر دوسرے ٹریکٹر دے دیں دوسری چیزیں دے دیں زراعت آپ کا تباہی کے دھانے پر پہنچ چکا ہے۔اور جتنا پیسہ یہاں آپ کے زراعت کے لئے اس بجٹ میں رکھے گئے تھے ان پیسوں کا کوئی حال احوال نہیں ہے اس سے کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر ان چیزوں کو ہمیں دیکھنا چاہیے اور جنگلات، جنگلات میں ہمارے اب اگر توجہ دی جائے جنگلات کو دیکھا جائے جنگلات میں مختلف پروجیکٹس پر

کام ہو رہا ہے آپ آجائیں خضدار پچھلی دفعہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے چار سے آٹھ لاکھ کے قریب درخت لگائے ہیں کوئی ان میں ایک لاکھ درخت اگر انہوں نے مجھے دکھائے تو میں مانتا ہوں کہ جی وہاں خضدار میں درخت لگے ہوئے ہیں نہ درخت کہیں نظر آرہے ہیں نہ وہاں پر جنگلات کا کوئی نظام نظر آرہا ہے چند بندے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے اجارہ داری بنائی ہے مختلف پروجیکٹس کے نام پر خدارا اس پر بھی توجہ دی جائے اور جنگلات کو مزید جو ہے نہ اگر اس کو ہم مستحکم بنائیں گے تو پہلے ان چیزوں کو ہم نے دیکھنا ہوگا کہ ہم نے کیا کیا ہے اور ہم نے آگے کرنا کیا ہے۔معدنیات پر اگر بات کریں تو ہمارے بجٹ میں اس کا حصہ نہیں ہے لیکن میں موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا آپ نے خود کہا تھا کہ سی ایم صاحب سے ملکر اس کے بارے میں بات کرلیں لیکن سی ایم صاحب کے پاس ٹائم نہیں تھا اس ٹائم وہ نہیں ملے ابھی میرے خیال میں شاید ٹائم ہو یا نہیں ہو۔سی ایس صاحب بیٹھے ہوئے خضدار میں بولان مائننگ نام کی ایک کمپنی جو پی پی ایل کے نام سے پی پی ایل اور بلوچستان گورنمنٹ اشتراک سے اس پر کام ہو رہا ہے اور اس پر اب یہاں سے ایک letter آیا مٹھا خان صاحب بیٹھے ہوئے مٹھا خان صاحب کی ڈیپارٹمنٹ سے جناب مٹھا خان صاحب آپ سن لیں یہ ڈیپارٹمنٹ آپ کے ساتھ ہے۔خضدار کے مونسپل کارپورشن کی حدود میں فیروز آباد ہمارا ایک علاقہ ہے وہاں پر پچاس ہزار ایکڑ، پچاس ہزار ایکڑ اس کو الاٹ کررہے ہیں وہ بھی کارپوریشن کے اندر تو جناب اسپیکر کیا کریں ہم کارپوریشن کے اندر اگر پچاس ہزار ایکڑ ان کو دے رہے ہیں نہ کسی سے پوچھنا ہے نہ کوئی سروے ہے کچھ بھی نہیں ہے آپ کو پہلے بھی میں نے اس پر کہا ہے اس پر توجہ دے دیں پچاس ہزار ایکڑ ایک۔ جناب اسپیکر صاحب سی ایس صاحب نوٹ کرلیں اور انیس سو ایکڑ اور ہے 49 Thousend 6 Hundred کے قریب میرے خیال میں ایکڑ ایک ہے اور انیس سو ایکڑ اور اس کو دے رہے ہیں۔ وہ آئے ہیں وہاں پر آگئے کہ جی ہم تو برجیاں لگالیں گے لوگوں کی زمینیں اور یہ سب جو ہے نا ہمیں الاٹ ہو چکا ہے میں نے اپنے طریقے سے ان کو نہیں چھوڑا تا کہ میں سی ایم صاحب سے بات کرلوں سی ایم صاحب اور میں نے آپ کو بھی توجہ دے دی ہے میں یہ کہنا چاہتا ہوں آپ کی توسط سے کیونکہ یہ ہمارے پری بجٹ کا حصہ نہیں ہے ہم اپنی زمینیوں کو اس طرح نیلام کرنے نہیں دیں گے کسی کو، ہمارے تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اگر پچاس ہزار ایکڑ کارپوریشن کے اندر کسی کو بیچا جاتا ہے تو میں مرجاؤں گا میں اپنی زمین کسی کو نہیں دوں گا کیونکہ میں اپنے علاقے کا وارث ہوں انہوں نے مجھے ووٹ دیکر یہاں پر روانہ کیا ہے۔اور مجھے پتہ ہے کہ کن کن لوگوں نے دی ہے اور کس لئے دی گئی ہے پی پی ایل نے ہمیں دو پرسنٹ کہتا ہے کہ جی ہم علاقے کو دے رہے ہیں آپ انکوائری کرلیں آپ دیکھ لیں کہ

جی وہ دو پرسنٹ وہ کس کو دے رہے ہیں (مداخلت) جام صاحب نے دیا ہے جام کمال خان سن آف جام یوسف خان انہوں نے دی ہے ان کے دور میں الاٹ ہوگئی یہاں اب منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں سامنے میں کسی کا نام لینے سے نہیں گھبراؤں گا اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں جس نے الاٹ کی ہے وہ میں دکھاؤں گا اب بھی میرے فون میں یہ پڑا ہوا ہے جو پچاس ہزار ایکڑ انہوں نے الاٹ کی ہے۔ جناب اسپیکر ایسی چیزوں پر اور سی ایم صاحب کی توجہ چاہیے سی ایم صاحب اپنا کام یہیں پر کر رہا ہے خدارا اس طرح کی چیزیں نہ کریں ہمارے ساتھ۔ ہمیں روڈوں پر نہیں لائیں ہمیں اس اسمبلی کے لئے یہاں پر بلایا گیا ہے ہمیں روڈں کے لئے نہیں بلایا ہے اس پر مجبور ہمیں نہ کیا جائے۔ ہم بجٹ میں کہتے ہیں کہ ہمیں پانی دو وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو آپ کو بجلی دے دیں گے ہم پانی نہیں دیں گے ہم کہتے ہیں کہ جی ہماری زراعت تباہ ہے ہمیں زراعت کے لئے پیسے دے دیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں آپ جنگلات کے لئے پیسے لے لیں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب اسپیکر آپ کا اور آپ کی ٹیم کا کہ پری بجٹ پر ہمیں بات کرنے کا موقع دے دیا لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ وہ توجہ طلب ہیں بہت ساری چیزیں ابھی میں ان میں سے کس کس پر بات کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر یونس عزیز زہری۔

میر یونس عزیز زہری: آپ نے بھی شکریہ کہہ دیا میں بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جتنی باتیں میں نے کیں ہیں اور جن جن لوگوں نے سنی ہیں میرے خیال میں مجھے یقین ہے کہ وہ عمل کریں گے اور جنہوں نے نہیں سنی ہیں اللہ کرے کہ ان کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچ جائیں۔ آخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ یونس عزیز زہری صاحب۔ بجٹ سیشن ہے شاہ صاحب اسمیں میرے خیال سے صرف بجٹ پر بات ہوگی۔

سیّد احسان شاہ (وزیر صحت): وہ ان سے میر صاحب نے جو نقطہ اٹھایا ہے اس کا بھی جواب دوں گا ایک اور مسئلہ بھی ہے اس پر بھی میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مختصراً اگر ابھی کر دیں تو پھر میں کسی اور کو موقع دے دوں گا۔

وزیر صحت: بڑی مہربانی مجھے رولز کا پتہ ہے لیکن میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مہربانی کی جناب والا گزشتہ دنوں واٹس اپ پر اور میڈیا پر ایک بات چلی تھی پوجا کماری ہیں سکھر کی کوئی ہندو لڑکی تھی بیچاری تو جس کو اغوا کے دوران اس کی ہلاکت ہوئی اور جناب والا سندھ میں یہ چیزیں عام ہیں کہ ہندو بچیوں کو اٹھایا جاتا اور پھر

بعد میں ویڈیو پر آ جاتا ہے کہ جی وہ فلاں مسلمان سے وہ مسلمان ہوگئی اور فلاں کے ساتھ اس نے شادی کر لی۔تو جناب والا یہ اسی قسم کا واقعہ تھا اور اس بچی کے کافی مزاحمت کی اور اس مزاحمت کے دوران وہ جان سے چلی گئی۔ تو جناب والا ہمیں بحیثیت مسلمان ہمیں اس بات کی مذمت کرنی چاہئے نہ یہ دین میں نہ یہ اخلاقیات میں نہ کسی اور طرح سے اس کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔تو میں اپنی جانب سے پاکستان نیشنل پارٹی کی جانب سے اسکی پرزور الفاظ میں ایسے واقعات کی مذمت کرتا ہوں۔اور جناب والا ایک جو اہم مسئلہ تھا YDA کے دوست جو ہڑتال پر تھے ان کے ساتھ ہماری لاسٹ negotiation ہوئی اس میں تمام باتیں طے ہوگئی اور میں وائی ڈے اے کے جو ذمہ داران ہیں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے ذاتی تمام مفادات کو یکطرف رکھ کے بلوچستان کے لئے اور ہیلتھ کے حوالے سے جو انہوں نے تجاویز دیں وہ ہمارے مابین چیزیں طے ہوگئیں لیکن افسوس اس بات کی ہے کہ اس بات کو بھی مہینے سے زیادہ ہوگئے اور ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا۔آج بھی میری ان سے بات ہوئی ہے تو چیف سیکریٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے اور جو ذمہ داران یہاں پر بیٹھے ہیں ان سے گزارش ہے کہ فائلیں اگر ایک ٹیبل سے دوسرے ٹیبل دوسرے سے تیسرے ٹیبل چل رہی ہیں تو مہربانی کر کے ان کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے جناب والا! میر صاحب نے جو خضدار ہسپتال کی بات کی ہم نے ایک بہتر سسٹم لانے کی کوشش کی ہے کہ ایم ایس ڈی کو ختم کیا جائے ڈسٹرکوں کو empower کیا جائے وہاں پر پیسے ڈی ایچ اوز کو دیئے جائیں۔ان کو بہتر پتہ ہے انکے علاقے میں انکے ہسپتالوں میں کونسی دوائی کی ضرورت ہے۔لیکن ایک چیز جو میر صاحب کے تقریر سے سمجھ آئی کہ انہوں نے کہا کہ ڈسٹرکٹ شیرانی اور خضدار آبادی کے لحاظ سے بھی کافی موازنہ کیا جائے تو فرق ہے بہت زیادہ اب انکے بجٹ اگر کافی نہیں ہے تو سیکریٹری ہیلتھ بھی بیٹھے ہوئے ہیں سیکریٹری ہیلتھ کو بھی ہدایت دوں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس چیز کو دیکھیں اور میرے علم میں لائیں کہ کس ڈسٹرکٹ کو کس بنیاد پر فنڈ allocate کیئے گئے جناب والا انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں مہربانی جناب۔

(اس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ جناب چیئرمین۔جناب چیئرمین! آج بلوچستان کی تاریخ میں اِس بجٹ سیشن کو جو میزانیہ بجٹ، جو آنے والا بجٹ اُس کے لیے بحث ہورہی ہے، جناب چیئرمین! مختلف معزز ممبران نے اپنی تجاویز دیں، مجموعی جو ہم یہاں سُن رہے ہیں وہ ایجوکیشن، ہیلتھ، پانی، مجموعی

اپنے صوبے کے لیے اپنے بلوچستان کے لیے، یہاں جتنے بھی دوست بیٹھے ہیں ایک مجموعی سوچ رکھیں کہ اِس صوبے میں جو آنے والا بجٹ ہے اُس کو کس طریقے سے استعمال کیا جائے کِس کِس مَد میں کِن کِن چیزوں کو کیا priority دینا چاہیے۔ سب ذی شعور دوست یہاں پر، جو گیلری میں بیٹھے ہمارے سیکرٹری صاحبان یا ACS صاحب، دو تین مہینہ پہلے جو یہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، ہونی بھی چاہیے کہ وہ اِن تجاویز کو ساتھ لے کر آنے والے بجٹ میں ترجیح دیں اور صوبے کے مسائل ہیں اہم مسائل ہیں اُن پر یہ بجٹ خرچ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! کیونکہ صوبے میں سب سے زیادہ تعلیم، صحت، پانی کا مسئلہ یا ہمارے ہاں skill کا اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ آئے روز جو ہمارے نوجوان ہیں یا ہمارے مزدور ہیں، jobless دوست بھی وہ روڈوں پر آتے ہیں اپنے increment کے لیے یا اپنے اُن چیزوں کو ہماری اسمبلی کے سامنے یا کہیں روڈ بلاک کرتے ہیں یا strike پر چلے جاتے ہیں، تو اُن چیزوں کو بھی بحث کرنی چاہیے اور اِن چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اِس بجٹ میں اُن ملازمین کے لیے جو دن ورات کر کے اِس صوبے کو اِس صوبے کے نظام میں اُن کی جو کارکردگی ہے جو یا وہ یہاں اپنا ٹائم دے رہے ہیں وہ یا اِس صوبے میں یا ہمارے مختلف سیکرٹریٹ میں وہ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ تو اُن کی وہ تجاویز یا اُن کی جو ترجیحات ہیں آئے دن میڈیا پر آتی ہیں اُن کو بھی آپ اِس دفعہ نوٹ کر کے اُن کو بھی اِس بجٹ کا حصہ بنائیں تاکہ اُن کے جو مسائل ہیں وہ بھی حل ہوسکیں۔ ایجوکیشن کے بارے میں کہوں کیونکہ مجموعی بلوچستان میں ایجوکیشن کا ماحول دیکھا جائے تو اُس میں بجٹ بھی آجاتا ہے یا جو ہمارے کتابیں آتی ہیں وہ بھی اتنی late آتی ہیں کہ وہ ایک دو مہینہ جو بچے ہیں وہ suffer کرتے ہیں وہ پھر اُنہوں سالانہ امتحان میں اُن کا gape آجاتا ہے وہ پھر اُس gape کو cover نہیں کر سکتے۔ جو ہمارا ٹیکسٹ بک بورڈ ہے اُن میں مختلف مضامین کے اگر یکساں اُن books کو اسکولوں تک پہنچایا جائے تو جناب چیئرمین تو وہ بچے اُس سے پڑھیں تاکہ اپنے وہ جو gape ہے، پچھلے ادوار میں ہم نے دیکھے ہیں کہ بہت سی کتابیں missing تھیں، تو جناب CS صاحب بیٹھے ہیں تو اِس کو بھی آپ تھوڑا سا جگہ دیں۔

جناب چیئرمین: بجٹ میں ڈالا جائے کتابوں کو؟

میر احمد نواز بلوچ: نہیں تاکہ وہ بجٹ اُن کا پہلے مل جائے یا اُن کی جو ترتیب ہے اُن کو پہلے ملنی چاہیے تاکہ وہ بچے جب مارچ اسکول کُھلتے ہیں جناب چیئرمین تاکہ اُن تک وہ پہلے پہنچ جائے تمام صوبے میں۔ جناب چیئرمین! ہمارے علاقوں میں جب سے پاکستان بنا ہے، جیسے میر یونس نے کہا کہ ہمارے خضدار میں ایک سو سے above اسکولز بند ہیں، تو ہمارے یہاں بھی اسکول اِس لیے بند ہوتے ہیں جناب چیئرمین وہ

shelterless ہوتے ہیں، وہ کرائے کی بلڈنگوں میں وہ suffer کرتے ہیں، مَیں اپنی اِس تجاویز میں کہ صوبے کی جتنی بھی rent پر یا shelterless اسکول ہیں اُن کے لیے بھی جناب سی ایم صاحب بیٹھے ہیں ہمارے وزیرِ تعلیم صاحب تو شائد نہیں ہیں ان کے لیے بھی اگر کوئی ایسا قانون بن جائے یا اِس بجٹ میں تا کہ اُن اسکولوں میں کوئی تیس سال سے کوئی چالیس سال سے کوئی بائیس سال وہ اسکول suffer کر رہا ہے کبھی کسی بلڈنگ میں کبھی کہیں کبھی وہ مہینے بند ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے وہ rent کا مسئلہ ہوتا ہے پھر وہ اسکول ہمارے وہاں کے بچے ہمارے suffer کرتے ہیں۔صحت کے حوالے سے کہوں، اِس میں تھوڑا سا میں add کروں ہمارے کالجوں کا جو نظام ہے اُس میں ہمیں اکثر ہمارے labs ہیں اُس میں ہمارے جو instruments ہیں وہ انتہائی کم ہوتے ہیں جناب چیئر مین۔ ہمارے بچے پریکٹیکلز کے لیے بھی بالکل اگر پریکٹیکل روم میں اگر وہ جاتے ہیں تو وہ چیزیں وہاں وہ سہولتیں نہیں ہوتی ہیں تو اُن کے وہ پریکٹیکلز بھی رہ جاتے ہیں۔جس بچے کو شوق ہوتا ہے کہ مَیں پریکٹیکل کروں آگے اِس ملک اور اِس قوم کے لیے خدمت کر سکوں تو وہ جا کر اُس پریکٹیکل لیب میں وہ چیزیں وہاں نہیں پاتے ہیں تو مایوسی کی شکل میں پھر وہ بچہ پھر اتنی growth نہیں کر سکتا۔ جناب چیئر مین! پانی کے مسائل ہمارے صوبے میں اتنے زیادہ ہیں خصوصاً میں green belt کا کہوں جو اِرسا کی مد میں جو پانی آتا ہے ہمارا وہاں سندھ river سے تو اُس میں ہمارے اُس اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کوئی ایسا فنڈ ہونا چاہیے تا کہ وہ بھل صفائی ٹائم پر ہو جائے تا کہ وہ جو tail پر ہماری جو زمینداری ہے یا وہ جو چھوٹے زمیندار ہیں اُن بیچاروں تک پانی نہیں جاتا ہے۔تو اِس بجٹ میں اُن کے لیے بھی کوئی ایسا کسی مد میں کوئی ایسا ہو جائے یا مجھے علم نہیں ہے کہ وہ رکھتے ہیں کہ نہیں رکھتے ہیں تا کہ وہ پانی اپنے ٹائم پر وہاں پہنچ جائے چھوٹے زمیندار ہیں اُن کو فائدہ مل سکے۔کوئٹہ شہر کے لیے کہوں، کوئٹہ شہر میں پانی کا بہت بڑ امسئلہ ہے تو اِس بجٹ میں، مَیں سی ایم صاحب تو اُٹھ گئے ہیں اِس بجٹ میں کوئٹہ شہر کے لیے جو plan ہے، اُس کو ترجیح دی جائے جو ہمارے دشت سے جو پانی آرہا ہے یا مانگی ڈیم سے آتا ہے یا کہیں اور sources ہیں خصوصاً ہمارے سریاب اور مضافات میں پانی کی شدید قلت ہے جناب چیئر مین صاحب ۔اُس میں آپ کا علاقہ بھی شامل ہے، تو مَیں چاہتا ہوں کہ جتنے بھی پرائیویٹ ٹیوب ویلز ہیں کرخسہ کے نیچے پہاڑ کے ساتھ جو مغربی پہاڑ ہے ہمارا روڈ ہے اُس کے ساتھ جتنے بھی پرائیویٹ ٹیوب ویلز ہیں اُس کو گورنمنٹ اُن کے پانی کو خریدے آٹھ گھنٹے کے لیے دس گھنٹے کے لیے reservior بنائیں۔تا کہ وہ تو ویسے ہی پانی بیچ رہے ہیں تو وہ گورنمنٹ اُن کا پانی خرید کر یا اُن سے ایک ایگریمنٹ کرے کہ آٹھ گھنٹہ، نو گھنٹہ وہ پانی ہم اپنے شہر

کے لیے لے جائیں گے، وہ پھر ہمارے کچھ علاقوں کا مسئلہ اُن سے حل ہوسکتا ہے۔کوئٹہ کی بہت بڑی آبادی ہے ، پانی کا یہی مسئلہ اگر تلتو میں ٹیوب ویلز لگے ہیں کوئی مردار کے قریب یا دشت میں اُن کی تقسیم کے لیے ایک ایسا plan بنایا جائے تا کہ ہمارے لوگ پانی سے مستفید ہوں۔ جناب چیئر مین۔!minning کے لیے ہمارے act وہی انگریزوں کے زمانے کا ہے اُس act کو آنے والے بجٹ میں یا اِس کے لیے کوئی ایسا مختص کیا جائے تا کہ ہمارے جو آئے دن ہمارے جو کانکنی کی مد میں جو ہمارے ہرنائی، شہ رگ، مچھ، چمالانگ یا جس علاقے میں ہے اُن کے لیے کوئی ایمرجنسی سنٹرز اتنے نہیں ہیں، ابھی بھی حال ہی میں ایک حادثہ ہوا اور ہمارے مزدور بیچارے شہید ہوتے ہیں یا اُن تک رسائی نہیں ہوتی ہے تا کہ کوئی حادثہ ہو، PDMA تو ہے PDMA کے ساتھ وہ sources نہیں ہیں اُن علاقوں میں PDMA ہے ہی نہیں۔ اگر ہے بھی وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہ مشینری اُن کے لیے نہیں ہے جو ہمارے دور دراز علاقے ہیں یا کچھ ایسی چیزیں وہاں ہونی چاہیں تا کہ اُن کے اسکولز ہوں، ہاسپٹلز ہوں یا ٹرامہ سینٹرز ہوں اُن علاقے میں تا کہ کوئی اگر ایمرجنسی ہو تو وہ لوگ وہاں اُن کو پہنچا سکیں۔ کھیل کے میدان کیونکہ میرا تعلق اسپورٹس سے رہا ہے، مَیں تین سال فٹبال کھیلا ہوں۔ پاکستان یونیورسٹی کا کیپٹن رہ چکا ہوں ، تو مَیں اکثر کھلاڑی یا اکثر علاقے یا ڈسٹرکٹ لیول پر کوئی ایسا اُن کا سسٹم نہیں ہے۔ جناب چیئر مین! تا کہ جو یا کرکٹ ہو، فٹ بال ہو یا جو بھی ہو۔ اگر ہے بھی ڈسٹرکٹ آفیسرز ہیں بھی تو اُن کے ساتھ اِتنے وسائل نہیں ہیں کہ اُن گراؤنڈوں کو آباد کریں۔ تو اس بجٹ میں اُن grounds کیلئے جو آباد ہے active ہے خصوصاً اُنکا grass کا مسئلہ ہوتا ہے یا اُن کے لئے جو رہن سہن، جب ٹیمیں انٹر صوبائی ہمارے ٹورنامنٹس ہوتے ہیں یا ہمارے انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹس ہوتے ہیں جناب چیئر مین! تو وہ grounds میں بیٹھنے کے لئے بھی جو سایہ ہوتے ہیں یا کوئی ایسا، shelter ہو، تا کہ وہ اُس کھلاڑی میں بیٹھ سکے تا کہ وہ اپنے میچ کا یا اپنے یا عوام کیلئے کوئی ایسا چیز نہیں ہے جناب چیئر مین!۔ کیونکہ sports اگر آئیگا ہمارے معاشرے میں ایجوکیشن آئیگی، اور معاشرے میں بہت سی بیماریاں اِس sports کی وجہ سے چلی جاتی ہیں۔ جناب چیئر مین! زراعت کے حوالے سے مختلف دوستوں نے اپنے تجاویز یں دی، چونکہ میرا تعلق بھی زمینداری سے ہے زمینداری کو ابھی تک ہماری گورنمنٹ نے نہیں سمجھا ہے کیونکہ اگر جب گورنمنٹ سمجھتا تو زمینداروں کے لئے کوئی ٹریننگ سسٹم ہوتا، وہی ابھی ہمارے پرانے systems ہیں جیسے میرے ابھی دوست نے کہا نہ کوئی research ہے نہ کوئی ایسا system ہے جو ہماری زمینداری کم سے کم پانی پر وہ اپنی زمینداری کریں، کیونکہ ہر جگہ دیکھیں بجلی کا مسئلہ آئے دن روڈیں بند

ہوتی ہیں۔آئے روز ہمارے بجلی یا زمینداروں کا اور واپڈا والوں کا تو،تو میں، میں ہوتے ہیں اور اِس مد، جو زمینداری کے شعبے کے لیے اگرآپ CEO صاحب سے یا کسی سے رابطہ کریں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں صوبائی گورنمنٹ پیسے نہیں دیتی ہے تو CS بیٹھے ہوئے ہیں بلوچستان کے اوپر جتنے بھی واپڈا کے dues ہیں جس مد میں subsidy کے مد میں ہیں یا جو بھی ہے وہ آپ بیٹھے اُس پر کوئی لائحہ عمل طہ کریں کہ آئے دن واپڈا والے یہی بہانا بناتے ہیں بالکل زمینداری کو تباہ کر کے اُنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔لوگوں نے اپنی جمع پونجی یہاں اُسی زمینداری پر لگائے ہیں باغات آپ پشین کو دیکھ لیں آپ مستونگ کو دیکھ لیں یا کہیں اور ایسی زمینداری جہاں تھی وہ سب خشک ہوگئی ہیں درخت زمیندار حضرات اب زمینداری کے نام سے نفرت ہو رہا ہے کیونکہ ہمارے آنے والے نسلیں، یہاں تو زمینداری اور لائیواسٹاک ہے جناب چیئرمین! اگر زمینداری کے ساتھ ساتھ ہمارے لائیواسٹاک کے لئے بھی کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے تا کہ ہمارے لوگ، کیونکہ بارشیں بہت کم ہو رہی ہیں، جو scientific طریقے سے اگر ہماری زمینداری اور لائیواسٹاک کو اگر ترجیح دیا جائے، چھوٹے چھوٹے اُنکو جیسے packges ہوتے ہیں اُنکو دیا جائے تا کے ہماری زمینداری اور ہمارے لائیواسٹاک کا شعبہ وہ آگے جا کر بچ سکیں۔ جناب چیئرمین! چونکہ ایجوکیشن کا میں نے پہلے کہا اِس میں اگر میری کچھ ترجیحات ہیں اگر اِنکو ژوب ڈویژن کے اگر، چونکہ بلوچستان میں جناب چیئرمین! ایک ہی board ہے، ایک ہی board ہے وہ پورے صوبے کو deal کرتا ہے۔ اگر میری تجویز ہے کہ آنے والے بجٹ میں ہمیں تربت ڈویژن کے لئے ایک board دیا جائے، نصیرآباد ڈویژن کے لئے یا ژوب ڈویژن کیلئے، قلات ڈویژن کیلئے، تو ہمارے اِس کوئٹہ میں ایک تو اِتنی بڑی آبادی ہے اور اِس کے علاوہ پورے صوبے سے لوگ یہاں بیچارے آتے ہیں ایک sign کیلئے دو sign کیلئے تو ہر division کا board اُنکے علاقے میں ہوتا کہ وہ علاقے کے دوست یا وہ علاقے کے عوام کو سہولت پہنچے۔تو اِس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! ہمارے بلوچستان میں ابھی تک technical board رائج نہیں ہوئے ہیں تو میری تجویز ہے کہ اگر اِس بجٹ میں اُس کے لئے بھی technical board، کیونکہ ہمارے ہاں polytechnics، تین چار polytechnics ہیں اُنکا علیحدہ board ہوجائے تا کہ وہ اپنے مسائل خود حل کرسکیں۔موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جو کوئٹہ میں مختلف ہمارے اہم roads بن رہے ہیں جس میں سریاب روڈ کا ذکر اگر میں نہ کروں، سبزل روڈ کا اگر میں ذکر نہ کروں، سرکی روڈ کا اگر میں ذکر نہ کروں تو میں اپنے کوئٹہ کے عوام کا قصوروار رہونگا۔سی ایس صاحب بیٹھے ہیں آپ کے توسط سے CS صاحب کام تو بہت ہوتے دیکھے ہیں ہم نے مگر آئے دن آپ YouTube کو لے، ہر ایک جا کر اپنے

camera لگا کے ہمیں بھی گالیاں پڑتی ہیں، اِنتہائی معذرت کے ساتھ پورے ہمارے، آپ کے ساتھ اور ہمارے سی ایم صاحب تک، اگر اِنکے کام کو تیز کیا جائے، کیونکہ پورا season گزر چکا ہے سریاب روڈ کی ابھی تک leveling ہی نہیں ہوئی ہے، سبزل روڈ کو لے لیں، ایک پورشن اُس کا بچا ہوا ہے گولی مار چوک سے لے کے یونیورسٹی تک، ابھی ہم اُس کے drain جتنے اُس علاقے کے لوگ خوف میں ہیں کہ آئے دن وہ بیچارے گٹروں میں گر رہے ہیں، پانی سے ہمارے خواتین، ہمارے مریض ہمارے بچے، وہاں گزر نہیں سکتے ہیں جناب چیئرمین! کہ وہ علاقہ دو سال سے کھنڈرات کا شکار ہے۔ ایک پورشن جس کو گزشتہ گورنمنٹ نے اپنے افتتاح کے کیلئے دن رات کر کے کام کر کے اُنہوں نے جو افتتاح کی اُس کے بعد جو پورشن ہے وہ اب تک suffer کر رہا ہے جناب چیئرمین! اُس سے آئے روز آپ بھی گزرتے ہیں آپ کا گھر ہے وہاں پر آپ کی گزر آپ کی رہن سہن اُسی روڈ پر ہے تو خُدارا آپ ایسا ruling آج مجھے چاہیے تاکہ اُس روڈ کو دن رات ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جہاں بھی کام ہوتا ہے روڈوں کا خصوصاً دن رات اُن پر کام ہوتے ہیں ہمارے ہاں روڈوں پر چھ بجے کے بعد اُنکی کوئی مشینری ہے وہ اپنے جہاں اُنکی جگہ بنی ہوئی ہے وہ وہاں پارک ہوتے ہیں کام نہیں ہوتا ہے۔ دن کے time اِنتشار ہوتا ہے اور وہ اپنے وہ کچھوے والی چال کے ساتھ وہ کام وہاں کر رہے ہیں۔ تو مَیں اِنہیں الفاظ کے ساتھ کہ سریاب روڈ اگر آپ اُسے بنانا ہے ہمارے صوبے کا entrance ہے باقی تین صوبے اِسی روڈ سے گزرتے ہیں اور ہمارے مہمان جب باہر سے آتے ہیں، جب ہماری یہ حالت دیکھتے ہیں تو ہمارے لئے دُعا نہیں کریں گے، وہ ہمیں بددُعا دیں گے۔ تو میں اپنے اِن الفاظ کے ساتھ جناب چیئرمین! اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔ والسلام ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ احمد نواز صاحب۔ زابد علی ریکی صاحب اگر۔ نہیں ہے۔ نور محمد دُمڑ صاحب بھی نہیں ہیں۔ اِسی پر؟ جی۔ اصغر خان

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب چیئرمین! مَیں آپ کی اِجازت سے۔

جناب چیئرمین: اگر بجٹ پر بات کرلیں چونکہ یہی چل رہا ہے کہ، جو تجاویز ہیں آپ کی prebudget۔

جناب اصغر خان اچکزئی: ایک دُعا کیلئے request تھی ہماری پارٹی کے خیبر پختونخواہ کے ساتھی جو candidate تھا الیکشن کیلئے مصور خان داوڑ جس کو دہشت گردوں نے قتل کیا، شہید کیا تو برائے مہربانی اگر اُس کیلئے ایک دُعا ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی مولوی صاحب دُعا کرلیں۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

جناب اصغرخان اچکزئی: جی جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو؟

جناب چیئرمین: جی۔

جناب اصغرخان اچکزئی: یقیناً جناب چیئرمین! یہ جو ایجنڈا ہے بجٹ کے حوالے سے next جو آرہا ہے۔ مَیں یقیناً اِس بات پر مجھے تعجب بھی ہو رہا ہے کہ جیسے ہمیں اِس صوبے میں یا بالخصوص پورے ملک کی سطح پر، سوائے اِس کے کوئی اور مسئلہ درپیش ہی نہیں ہے، کہ پتہ نہیں کیونکہ ہم جون سے پہلے پہلے، بجٹ پر ابھی سے بحث، پتہ نہیں بجٹ میں پھر کیا بنے گا۔ جناب چیئرمین! خواہش تو میری یہ تھی، اور ہے، رہے گی کہ ہم اِسی طرح کا ایک session اِس صوبے کے missing persons پر رکھ دیتے ہیں۔ کہ یہ آئے روز ہمارے جو بلوچ بیلٹ سے پشتون بیلٹ سے missing persons کے cases ہمارے سامنے آرہے ہیں خصوصاً ہماری یونیورسٹی کے students کے cases ہمارے سامنے آرہے ہیں ہمیں اُس پر بات کرنی چاہیے تھی۔ ابھی ایک تو ایوان میں حکومت اور اپوزیشن کا تصور ختم ہوگیا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں یہاں target killing، دہشت گردی پر بات کرنی چاہیے کہ ہر دوسرے، تیسرے دن یہاں پر ہم لاشیں اُٹھا رہے ہیں۔ اور اسی طرح خاص کر جب ہم in-camera briefing پر ریکوڈک پر بات کرسکتے تھے تو کیوں نہ ہم openly اِس پر بات کرلیتے اور اِس پر پورا session کرلیتے تاکہ پورے صوبے کے عوام کو پتہ چل پڑتا کہ اِس صوبے کے بنیادی مسائل کیا ہیں۔ جناب چیئرمین! ایک بات میں کہوں ہمارے سامنے پچھلا بجٹ گزرا ہے، ایک منظور شدہ بجٹ session سے منظور شدہ اِس وقت تک اُس پر کس حد تک عملدرامد ہوا ہے؟ یعنی ہمارے اکثر اور بیشتر بجٹ جو ہے وہ حکومتوں کے مختلف حوالے سے روئیوں کے باعث pending میں پڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر بجٹ دے بھی اگر آپ بجٹ کیلئے طریقہ کار بنا بھی لیں لیکن جب آپ کے صوبے میں امن وامان کا مسئلہ ہو جب آپ کے ہاں لوگوں کے درمیان دوریاں پیدا ہورہی ہو جب آپ کے ہاں، آپ اُس بجٹ کو implement کرنے کیلئے ماحول نہیں بنالیں گے تو آپ مجھے بتا دیں اِس بجٹ کا آپ implementation پھر کس طریقے سے کرسکتے ہو؟ ہم تو آئے دن یہی دیکھتے ہیں اِس سے portfolio اُس کو اُس سے portfolio اُس کو کبھی ایک کبھی دوسرا، کبھی تیسرا، پتہ نہیں چلتا ہے کہ ہو کیا رہا ہے۔ ایک تو ہم اِس مسئلوں میں ایک دوسروں کے ساتھ اُلجھے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی میں جناب چیئرمین! اِس صوبے کا بالخصوص

پورے ملک کی سطح پر وقت دہشت گردی کی جولہر پھیل رہی ہے ہم بار ہا اس طرح توجہ دلانے کی کوشش کرتے چلے آرہے ہیں کہ ہم پھر دہشت گردی کے بھینٹ چڑھتے جارہے ہیں۔ جب آپ کے ہاں دہشت گردی کا مسئلہ ہو، امن وامان کا مسئلہ ہو، تو آپ پھر ہمیں بتادیں کہ آپ ہر ایک اُس چیز کو جس سے آپ لوگوں کی بھلائی سمجھتے ہو، جس سے آپ کی خواہش ہے کہ اُس project سے لوگوں کو روزگار پر لائے جب آپ کے ہاں امن وامان نہ ہو جب آپ کے ہاں اعتماد نہ ہو، بھروسہ نہ ہو، ہر طرف مایوسی، مایوسی ہو تو پھر آپ ہمیں بتادیں، آپ بجٹ پر کیا بحث کریں گے، بجٹ کو منظور کر کے اُسکو implement کس طریقے سے کر سکتے ہو، تو میری ایک request ہے جناب چیئرمین! کہ کم از کم دو، تین اِن points پر ہمیں openly یہاں پر بات کرنی چاہیے، missing persons پر ہمیں بات کرنی چاہیے، ہمیں ریکوڈک پر بات کرنی چاہیے۔ تاکہ دُنیا کو پتہ چل سکے کہ ہو کیا رہا ہے اس صوبے میں، یعنی اس صوبے کے عوام کو آج تک ہر طرف سے آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ ریکوڈک پر بلوچستان کے عوام کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ لیکن پھر بھی اسمبلی میں خاموشی ہے پھر بھی اسمبلی میں خاموشی ہم نے کئی طرف سے اس پر آواز اُٹھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے کسی بھی طرف سے۔ جب آپ اخبار صبح اُٹھا کر پڑھتے ہو تو ہر لیڈر کا ہر پارٹی کے ذمہ دار کا statement ہم یہی پڑھتے ہیں کہ دہشت گردی کا مسئلہ ہے اِنتہا پسندی کا مسئلہ ہے target killings ہے، missing persons ہیں، اِدارے تباہی کے کنارے پر پہنچ رہے ہیں۔ یونیورسٹیاں مہینے میں دس دن بند رہتے ہیں، بیس دن بمشکل جب کھلے بھی رہتے ہیں تو وہاں پر وہ ماحول ہمیں یا ہمارے students کو میسر نہیں ہے۔ لیکن جب ہم اسمبلی میں آتے ہیں تو اس طرف ہم خاموشی ہی خاموشی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ تو کم از کم ایک session تاکہ پورا بلوچستان، بلوچستان کے منتخب نمائندوں کے زبان سے سن بھی لے اور حقائق تک پہنچے بھی کہ اِس وقت بلوچستان کے بنیادی مسائل ہیں کیا۔ اور خاص کر ہمارے وسائل سے متعلق ہمارے عوام کی اِس وقت جو خدشات اور تحفظات ہیں اُس کو ہم کیسے ایسے سمت میں لے جاسکتے ہیں کہ تاکہ اُن کی تسلی ہو۔ تاکہ اُن کا اعتماد ہمارے اُوپر بحال ہو۔ لیکن ابھی ہر طرف سے ہمارے اِس منتخب ایوان کو criticize کیا جارہا ہے۔ اور ایسے حالات میں جب ملک میں کیا ہو رہا ہے اور خاص کر آپ کے یہاں پر کیا ہو رہا ہے ہم اس پر پڑے ہیں کہ جون کے بیس، پندرہ جون تک کے بجٹ میں ہم کیسے تیاری کریں۔ تو جناب چیئرمین! بجٹ سے زیادہ اہمیت کے حامل مسئلے یہاں پر ہیں۔ ریکوڈک پر کھل کے بات ہونی چاہیے۔ بلوچستان کے وسائل پر کھل کر بات ہونی چاہیے۔ جتنے بھی اِس وقت تک missing ہمارے students ہیں، ہمارے اِداروں کے students ہیں یا ہمارے

political workers ہیں اُس پر بات ہونی چاہیے۔اور خاص کر اِس پر بات ہونی چاہیے یہ جو دہشت گردی کی نئی لہر کے بھینٹ ہم چڑھتے جا رہے ہیں خصوصاً جو میں نے شروع میں بات کی مصور خان داوڑ جو عوامی نیشنل پارٹی کے خیبر پشتونخواہ میں ایک کونسل کے الیکشن لڑ رہا تھا۔یعنی ہم ٹارگٹ کیوں ہے؟ خدانخواستہ ہمارے ساتھ کسی کی اگر دُشمنی ہے تو وہ کس بنیاد پر ہے؟ ہمیں الیکشن کے ماحول میں campaign کے لیے چھوڑا نہیں جا رہے۔ ہمارے یہاں بھی threats ہیں, ایک ڈیڑھ دو سال میں آپ نے دیکھا کہ اِس صوبے میں ہمارے دو انتہائی اہمیت کے حامل ذمہ دار آدمی، اسد خان اچکزئی اور پھر ملک عبیداللہ خان کاسی کس بے دردی سے اُسکو اُٹھایا گیا۔اور پھر کس بے دردی سے اُن کی لاشیں ہمارے حوالے ہوئی۔ یہاں جو ہم دیکھ رہے ہیں آپ حفیظ بلوچ سے لے کر آپ کے بارکھان کے missing persons تک،آپ کے گوادر اور پنجگور تک کے اِس وقت کے جو حالات ہیں۔تو جناب چیئر مین! یہ اس صوبے کے اس ایوان کے منتخب نمائندوں کا سب سے پہلے فرصت میں فرض میں اگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بنتا ہے کہ ہم اِس ایوان سے اس پورے صوبے کے عوام کو ایک ایسا message دے تا کہ اُس سے اُن کا تسلی ہو، تا کہ اُس سے اُن کا اعتماد بحال ہو جب تک اُن کا اعتماد بحال نہ ہم لاکھ اس پر بات کر لیں شاید اس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔شکریہ جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: point of order ۔جناب ایک بہت ضروری بات ہے۔ جناب چیئر مین! تقریباً چار روز پہلے زرغون غر،coal mines area میں وہاں ہمارے کوئی تین کان کن پھنسے ہوئے ہیں چار دن ہو گئے ہیں۔ایسا ہے کہ اس پر بارہا ہم بول چکے ہیں کہ coal mines اُس کے لیے پورا ایک Chief inspector of mines موجود ہے اُس کا کمشنر موجود ہے باقی اِدارے اُس کے موجود ہیں۔ private owners ہوتے ہیں اور جو اِداروں کا کام ہے جن جن مائنز میں rescue corporation ہونا تھا وہاں سامان پہنچانا تھا، وہاں جو سہولیات ہیں اُس سہولیات کی فقدان کی وجہ سے آج چوتھا دن ہے تین کان کن وہاں پھنسے ہوئے ہیں۔ظاہر سی بات ہے کہ یہ خدا کا معجزہ ہو گا کہ ابھی تک وہ زندہ ہوں گے 800 فٹ نیچے۔تو یہاں میں نہیں سمجھ رہا ہوں چیف سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں۔ان کو پورے coal mines areas جو ہیں وہاں chief inspector of mines اُس کا سیکرٹریٹ، اُس کا کمشنر، اُس کے باقی اِدارے وہ کیا کام کر رہے ہیں؟ ان بیچاروں لاچار غریب مزدوروں کے لیے اب تک کیا ہوا ہے اس بارے میں، میں سی ایس صاحب سے request کروں گا کہ آپ خصوصی میٹنگ

بلائیں۔کتنا حکومت کومل رہا ہے؟ وہاں سے آپ لے کر کے، مچھ سے لیکر کے یہاں ڈیگاری، ڈیگاری سے لیکر کے پھر زرغون خوست، شاہرگ، ہرنائی، دُکی، لونی سماؤلنگ تک یہاں پر صوبائی حکومت کتنا فی ٹن لے رہا ہے ۔پھر اُس وقت FC کتنا لے رہی تھی؟ اربوں کھربوں روپے لیے جا رہے ہیں ۔لیکن بیچارے غریب مزدوروں کے لیے labour کے لیے وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ابھی ایک سال کا آپ record اُٹھا کر دیکھیں دوسال کا درجنوں درجنوں واقعات ہوئے ہیں۔کان کن وہاں پھنسے ہوتے ہیں۔لیکن اُن کیلئے کچھ نہیں کیا جاتا ۔تو میری request یہ ہے، اچھی بات ہے CS صاحب تشریف فرما ہیں آج ایوان میں آئے ہیں وہ note کریں کہ کیا ریسکو آپریشن کس مرحلے پر ہے۔اُن کے پاس کتنی وہاں سہولیات ہیں؟ وہاں گیس جمع ہے اُس کو discharge کرنے کے لیے اُن کے پاس کیا آلات موجود ہیں۔تو آپ سے یہی request ہے کہ اس حوالے سے آپ فوری طور پر آپ رولنگ دے کہ کم از کم ان تین بیچاروں کو نکالا جائے خدا کر کے وہاں زندہ ہوں اُن کی فیملیاں انتظار کر رہی ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ اس حوالے سے آپ۔

جناب چیئرمین: صحیح۔بس جس طرح آپ نے بتایا ہے واقعتاً یہ ایک سنگین مسئلہ ہے آپ نے جس طرح مخاطب کیا چیف سیکرٹری صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔آپ خود بھی ان سے مل لیں، ضرور اس پر کارروائی ہو گی اور جو کان کن وہاں پر پھنسے ہوئے ہیں اُس کی بازیابی کے لیے یا اُن کو نکالنے کے لیے جو اقدامات ہونگے آپ خود بھی personally چیف سیکرٹری صاحب سے مل لیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! ایک سریاب روڈ بڑا اہم issue ہے میرے خود ہمارے پارٹی کے دوست پرسوں وہاں کسی کھڈے میں گرے تھے ڈگری کالج کے سامنے، آج بھی واقعہ ہوا ہے روز واقعات ہوتے ہیں۔تو یہ سریاب روڈ کا جو کوئٹہ پیکیج کا حصہ ہے اس کا ابھی کام کس نوعیت کا ہے کب یہ مکمل ہوگا اور کب بیچارے لوگ ان روز کے accidents سے کب بچتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کی نشاندہی احمد نواز بلوچ صاحب نے بھی کی یہاں پر شاید نوٹ بھی کیا ہو اس کو کوئٹہ پیکیج کے جو project director ہے آپ کے علاقے کا visit بھی کیا اُن سے باتیں بھی کی اس حوالے سے شاید۔ابھی تو بہر حال یہ جو سیشن ہے prebudget session ہے ایک رولنگ کے تحت یہاں پر اصغر خان صاحب نے جو point اُٹھایا تھا کہ اسپیکر صاحب کی رولنگ اور اُس کے بعد ایک rules of business کا ایک تقاضہ بھی تھا اُس حوالے سے جو بجٹ کے حوالے سے جو تجاویز سامنے آرہی ہیں اچھی بات ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب اور اُن کی پوری ٹیم یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ ہفتے کو بھی اس پر

اس پر بحث ہوگی جو تجاویز اراکین کی طرف سے آئینگی وہ نوٹ کئے جائینگے۔

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 26 مارچ 2022 بوقت سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06:22 پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆